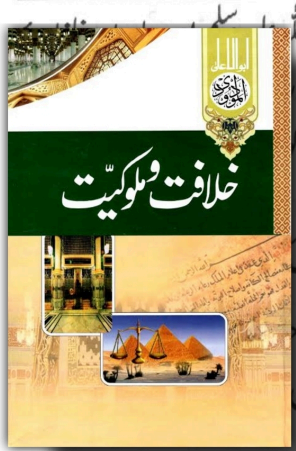
خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 1

مولانا مودودی لکھتے ہیں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کا سلسلہ شروع ہوا تھا جو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے آکر ختم کیا

(خلافت و ملوکیت صفحہ:174)

تبصرہ: پرلے درجے کا جھوٹ اور بکواس ہے یہ روایت ہی جعلی ہے اس میں ابو مخنف لوط بن یحی کذاب و متروک راوی ہے, محدثین کی اس پر شدید جرح ہے



امام زہری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
راشدین کے عہد میں سنّت یہ تھی کہ نہ کافر مسلمان کا وا
کا۔ حضرت مُعاویہؓ نے اپنے زمانۂ حکومت میں مسلمان ک
مسلمان کا وارث قرار نہ دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز
کیا۔ مگر ہشام بن عبدالملک نے اپنے خاندان کی روایت

حافظ ابنِ کثیر کہتے ہیں کہ دِیت کے معاملے میں
دیا۔ سنّت یہ تھی کہ معاہد کی دِیت مسلمان کے برابر ہو گی
نصف کر دیا اور باقی نصف خود لینی شروع کر دی۔ ②

ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت مُعاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود، اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبرِ رسولؐ پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ ③ کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار، انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعے کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین واخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آکر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سب علی کی جگہ یہ آیت پڑھنی شروع کر دی: اِنَّ اللہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَ

① البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۳۹۔ ج ۹، ص ۲۳۲۔
② البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۳۹۔ ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں: وکان معاویة اول من قصرها الی النصف واخذ النصف لنفسه۔
③ الطبری، جلد ۴، ص ۱۸۸۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۳۴۔ ج ۴، ص ۱۵۴۔ البدایہ، ج ۸ ص ۲۵۹۔ ج ۹، ص ۸۰۔

فازْجر مَنْ قِبلَك من المسلمين عن ذلك، فلعمري لقد أنى لهم أن يتركوا ذلك مع ما يقرؤون من كتاب الله، فازْجر عن ذلك الباطل واللهو من الغناء وما أشبهه فإن لم ينتهوا فنكِّلْ من أتى ذلك منهم غير متعدٍّ في النكال.

أخبرنا عليّ بن محمد عن أبي أيّوب عن خُليد بن عَجْلان قال: كان عند فاطمة بنت عبد الملك جوهر، فقال لها عمر: من أين صار هذا إليك؟ قالت: أعطاني

ابو مخنف لوط بن یحی کذاب راوی

فإنّي

كان لي. فوضعته في بيت المال. فلما ولي يزيد بن عبد الملك قال لها: إن شئتِ رددتُه عليك أو قيمته. قالت: لا أريده، طبتُ به نفساً في حياته وأرجع فيه بعد موته! لا حاجة لي فيه. فقسمه يزيد بين أهله وولده.

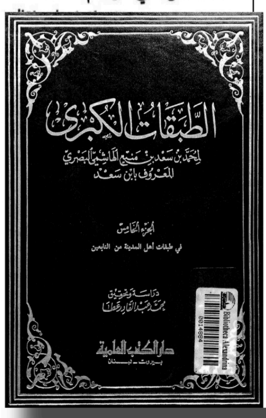
أخبرنا عليّ بن محمد عن لوط بن يحيَى الغامدي قال: كان الولاة من بني أميّة قبل عمر بن عبد العزيز يشتمون علياً، رحمه الله، فلمّا ولي عمر أمسك عن ذلك فقال كُثَيِّر عَزّة الخُزاعي:

وَليتَ فلمْ تَشتم علياً ولم تُخِفْ ... بريّاً ولم تَتّبعْ مقالةَ مُجْرِمِ
تكلّمْتَ بالحَقّ المُبينِ وإنّما ... تَبيّنُ آياتِ الهُدَى بالتكلّمِ
فصَدّقتَ معروفَ الذي قلتَ بالذي ... فعلتَ فأضحى راضياً كُلّ مسلمِ

أخبرنا عليّ بن محمد عن إدريس بن قادم قال: قال عمر بن عبد العزيز لميمون بن مِهْران: يا ميمون كيف لي بأعوان على هذا الأمر أثِقُ بهم وآمنُهم؟ قال: يا أمير المؤمنين لا تشغل قلبك بهذا فإنّك سوق وإنّما يُحْمَل إلى كلّ سوق ما ينفق فيها، فإذا عرف الناس أنّه لا ينفق عندك إلّا الصحيح لم يأتوك إلّا بالصحيح.

أخبرنا عليّ بن محمد عن خالد بن يزيد بن بِشْر عن أبيه قال: سُئل عمر بن عبد العزيز عن عليّ وعثمان والجَمَل وصِفّين وما كان بينهم فقال: تلك دماء كفّ الله يدي عنها وأنا أكره أن أغمس لساني فيها.

أخبرنا عليّ بن محمد عن خالد بن يزيد بن بشر عن أبيه قال: أصاب المسلمون في غزوهم الصائفة غلاماً من أبناء الروم صغيراً فبعث أهله في فدائه، ... ما عليكم أن نفديه صغيراً ولعلّ الله أن يُمْكِنَ



خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 2

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

لشکرِ معاویہؓ کو شکست ہونے لگی تو انہوں نے نیزوں پہ قرآن اٹھا لیے

(خلافت و ملوکیت صفہ 139)

تبصرہ: نہ شکست ہوئی نہ ہونے لگی تھی یہ روایت ہی جعلی ہے اِس میں ابو مخنف لوط بن یحی کذاب و متروک راوی ہے دونوں اسکینز آپ کے سامنے ہیں

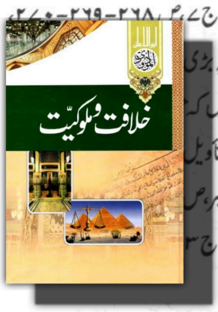
ہے؟ ان کو تو اس نے قتل کیا جو انھیں میدانِ جنگ میں لایا۔''① حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ حضرت عمار کو باغی گروہ میدانِ جنگ میں لائے گا، بلکہ یہ فرمایا تھا کہ باغی گروہ ان کو قتل کرے گا، اور ظاہر ہے کہ ان کو قتل حضرت مُعاویہؓ کے گروہ نے کیا تھا نہ کہ حضرت علیؓ کے گروہ نے۔

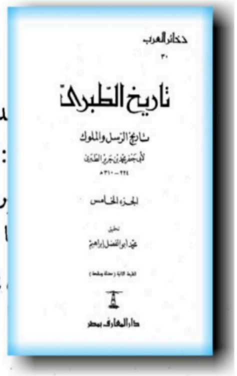
حضرت عمار کی شہادت کے دوسرے روز ۱۰ صفر کو سخت معرکہ برپا ہوا جس میں حضرت مُعاویہؓ کی فوج شکست کے قریب پہنچ گئی۔ اس وقت حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت مُعاویہؓ کو مشورہ دیا کہ اب ہماری فوج نیزوں پر قرآن اٹھا لے اور کہے کہ هذا حكم بيننا و بينكم (یہ ہمارے اور تمھارے درمیان حکم ہے)۔ اس کی مصلحت حضرت عمرو نے خود یہ بتائی کہ ''اس سے علیؓ کے لشکر میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ کچھ کہیں گے کہ یہ بات مان لی جائے، اور کچھ کہیں گے کہ نہ مانی جائے۔ ہم مجتمع رہیں گے اور ان کے ہاں تفرقہ برپا ہو جائے گا۔ اگر وہ مان گئے تو ہمیں مہلت مل جائے گی۔''② اس کے صاف معنیٰ یہ ہیں کہ یہ محض ایک جنگی چال تھی، قرآن کو حکم بنانا سرے سے مقصود ہی نہ تھا۔

اس مشورے کے مطابق لشکرِ مُعاویہؓ میں قرآن نیزوں پر اٹھایا گیا، اور اس کا وہی نتیجہ ہوا جس کی حضرت عمرو بن العاصؓ کو امید تھی۔ حضرت علیؓ نے عراق کے لوگوں کو لاکھ سمجھایا کہ اس چال میں نہ آؤ اور جنگ کو آخری فیصلے تک پہنچ جانے دو۔ مگر ان میں پھوٹ پڑ کر رہی اور آخر کار حضرت علیؓ مجبور ہو گئے کہ جنگ بند کر کے حضرت

① الطبری، ج ۴، ص ۲۹۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۱۵۸۔ البدایہ والنہایہ، ج ۷، ص ۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰، علامہ ابن کثیر حضرت مُعاویہؓ کی اس تاویل کے متعلق کہتے ہیں کہ ''یہ بڑی ... نے پیش کی۔'' ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ... مُعاویہؓ کی اس تاویل کی خبر پہنچی تو انھوں نے فرمایا: ''اس طرح کی تاویل ... کہ حضرت حمزہؓ کے قاتل خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔'' شرح فقہ اکبر، ص ...

② الطبری، ج ۴، ص ۳۴۔ ابن سعد، ج ۴، ص ۲۵۵۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۷۲۔ ابن خلدون، تکملہ جلد دوم، ص ۱۷۴۔





ابو مخنف

• • •

رجع الحديث إلى حديث أبى مخنف. فلما رأى عمرو بن العاص أنّ أمر أهل العراق قد اشتدّ، وخاف فى ذلك الهلاك، قال لمعاوية: هل لك فى أمر أعرِضه عليك لا يزيدنا إلا اجتماعًا، ولا يزيدهم إلاّ فُرقة؟ قال: نعم؛ قال: نرفع المصاحف ثم نقول: ما فيها حَكَمٌ بيننا وبينكم، فإن أبى بعضُهم أن يقبلها وجدت فيهم مَن يقول: بلى، ينبغى أن نقبل، فتكون فرقة تقع بينهم، وإن قالوا: بلى، نقبل مافيها، رفعنا هذا القتال عنّا وهذه الحرب إلى أجل أو إلى حين. فرفعوا المصاحفَ بالرّماح وقالوا: هذا كتاب الله عزّ وجلّ بيننا وبينكم، مَن لثغور أهل الشام بعد أهل الشام! ومَن لثغور أهلِ العراق بعدَ أهل العراق! فلما رأى الناس المصاحفَ قد رفعتْ، قالوا: نجيب إلى كتاب الله عزّ وجلّ وننيب إليه.

• • •

ما روى من رفعهم المصاحف ودعائهم إلى الحكومة

قال أبو مخنف: حدّثنى عبد الرحمن بن جُندَب الأزدىّ، عن أبيه أنّ عليًّا قال: عبادَ الله، امضُوا على حقكم وصِدقكم قتالَ(٢) عدوّكم، فإنّ معاوية وعمرَو بن العاص وابنَ أبى مُعيط وحبيب بن مَسلمة وابن أبى سرْح

(١ – ١) ابن الأثير والنويرى: « تدرى ما مثله ومثلك ومثل الأشتر؟ قال: لا، قال: كالأشقر ».

(٢) ابن الأثير والنويرى: « وقتال ».

خلافت وملوکیت کتاب میں سیدنا علیؓ پر قتل عثمانؓ کا الزام لگانے کے لیے سیدنا معاویہؓ نے پانچ جھوٹے گواہ تیار کروائے والی جعلی روایت درج ہے

حضرت معاویہؓ ٹال مٹول کر رہے تھے، حضرت جریر بن عبداللہ نے دمشق میں شام کے با اثر لوگوں سے ملاقاتیں کر کے ان کو یقین دلایا کہ خونِ عثمانؓ کی ذمہ داری سے حضرت علیؓ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت معاویہؓ کو اس سے تشویش لاحق ہوئی اور انہوں نے ایک صاحب کو اس کام پر مامور کیا کہ کچھ گواہ ایسے تیار کریں جو اہلِ شام کے سامنے یہ شہادت دے دیں کہ حضرت علیؓ ہی حضرت عثمانؓ کے قتل کے ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ وہ صاحب پانچ گواہ تیار کر کے لے آئے اور انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ شہادت دی کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے[۵۵]۔

اس کے بعد حضرت علیؓ عراق سے اور حضرت معاویہؓ شام سے جنگ کی تیاریاں کر کے ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور صِفّین کے مقام پر جو فُرات کے مغربی جانب الرَّقّہ کے قریب واقع تھا، فریقین کا آمنا سامنا ہوا۔ حضرت معاویہؓ کا لشکر فُرات کے پانی پر پہلے قابض ہو چکا تھا۔ انہوں نے لشکرِ مخالف کو اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ دی۔ پھر حضرت علیؓ کی فوج نے لڑ کر ان کو وہاں سے بے دخل کر دیا اور حضرت علیؓ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ اپنی ضرورت بھر پانی لیتے رہو اور باقی سے لشکرِ مخالف کو فائدہ اٹھانے دو[۵۶]۔

ذی الحجہ کے آغاز میں باقاعدہ جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس اتمامِ حجت کے لیے ایک وفد بھیجا۔ مگر ان کا جواب یہ تھا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ، میرے اور تمہارے درمیان تلوار کے سوا کچھ نہیں ہے[۵۷]۔

کچھ مدت تک جنگ جاری رہنے کے بعد جب محرم ۳۷ھ کے آخر تک کے لیے التوائے جنگ کا معاہدہ ہو گیا تو حضرت علیؓ نے پھر ایک وفد حضرت عدیؓ بن حاتم کی سرکردگی میں بھیجا جس نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ سب لوگ حضرت علیؓ پر جمع ہو چکے ہیں اور

---

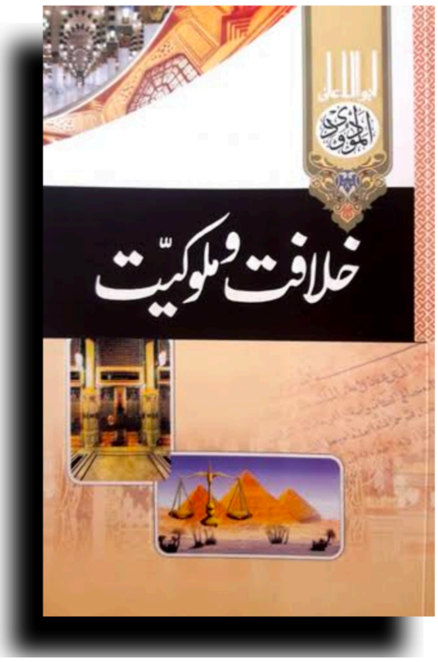
[۵۵] الاستیعاب، ج ۲، ص ۵۸۹

[۵۶] الطبری، ج ۳، ص ۵۶۸ - ۵۶۹ - ابن الاثیر، ج ۳، ص ۱۴۵ - ۱۴۶ - ابن خلدون، تکملہ جلد دوم، ص ۱۷۰۔

[۵۷] ابن الاثیر، ج ۳، ص ۱۴۶ - ابن خلدون، تکملہ جلد دوم، ص ۱۷۰۔

اِس دنیا میں اِس کوڑ کباڑ کی کوئی سند موجود نہیں نہ صحیح سند ہے نہ جھوٹی سند ہے....!

پوسٹ نمبر 3



خلافت وملوکیت کتاب میں محمد بن ابی بکر کی لاش کو گدھے کی کھال میں جلانے والی جھوٹی روایت درج ہے

پوسٹ نمبر4

اس کے بعد دوسرا سر عمرو بن الحمق کا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے تھے، مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں انھوں نے بھی حصہ لیا تھا۔ زیاد کی ولایت عراق کے زمانے میں ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی۔ وہ بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے۔ وہاں ایک سانپ نے ان کو کاٹ لیا اور وہ مر گئے۔ تعاقب کرنے والے ان کی مُردہ لاش کا سر کاٹ کر زیاد کے پاس گئے۔ اس نے حضرت مُعاویہؓ کے پاس دمشق بھیج دیا۔ وہاں اسے برسر عام گشت کرایا گیا اور پھر لے جا کر ان کی بیوی کی گود میں ڈال دیا گیا۔①

ایسا ہی وحشیانہ سلوک مصر میں محمد بن ابی بکر کے ساتھ کیا گیا جو وہاں حضرت علیؓ کے گورنر تھے۔ حضرت مُعاویہؓ کا جب مصر پر قبضہ ہوا تو انھیں گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا اور پھر ان کی لاش ایک مردہ گدھے کی کھال میں رکھ کر جلائی گئی۔②

اِسکی کوئی صحیح سند دنیا میں موجود نہیں

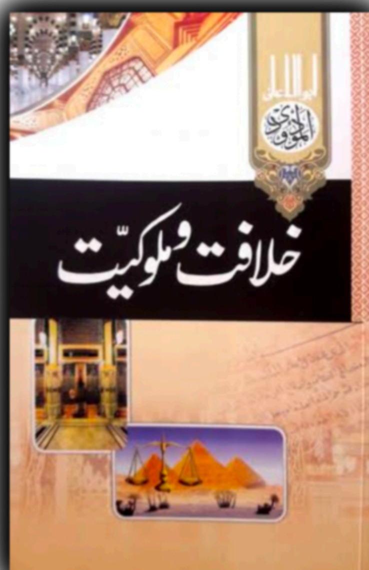
اس کے بعد تو یہ ایک مستقل طریقہ ہی بن گیا کہ جن لوگوں کو سیاسی انتقام کی بنا پر قتل کیا جائے ان کے مرنے کے بعد ان کی لاشوں کو بھی معاف نہ کیا جائے۔ حضرت حُسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق لے جایا گیا، اور ان کی لاش پر گھوڑے دوڑا کر اسے روندا گیا۔③

حضرت نعمان بن بشیر، جو یزید کے زمانے تک بنی امیہ کے حامی رہے تھے، مَروان کے زمانے میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ساتھ دینے کی وجہ سے قتل کیے گئے

① طبقات ابن سعد، ج۶، ص ۲۵۔ الاستیعاب، ج ۲، ص ۴۴۰۔ البدایہ، ج ۸ ص ۴۸۔ تہذیب التہذیب ج ۸، ص ۲۴۔

② الاستیعاب، ج ۱، ص ۲۳۵۔ الطبری، ج ۴، ص ۷۹۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۱۸۰۔ ابن خلدون تکملہ جلد دوم، ص ۱۸۲۔

③ الطبری، ج ۴، ص ۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۶۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۹۶ تا ۲۹۸۔ البدایہ ج ۸، ص ۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲۔

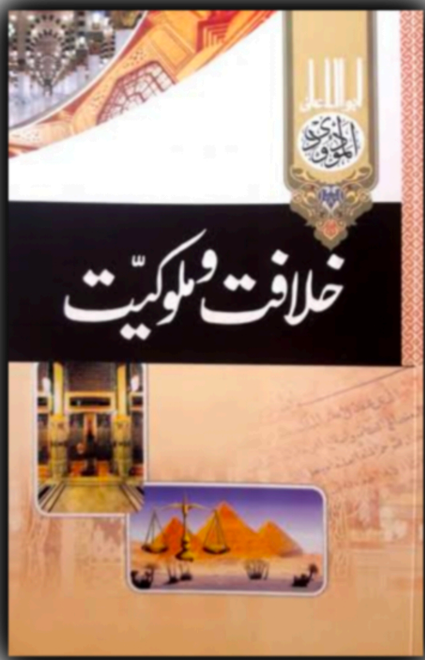


خلافت وملوکیت کتاب میں جنگِ صفین میں سیدنا علیؓ کے ساتھ صحابہؓ کی تعداد آٹھ سو تھی والی جھوٹی روایت درج

کسی امیر کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا، لوگوں کے لیے ایک امام کا وجود ناگزیر ہے، اور آج آپ کے سوا ہم کوئی ایسا شخص نہیں پاتے جو اس منصب کے لیے آپ سے زیادہ مستحق ہو، نہ سابق خدمات کے اعتبار سے، اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب کے اعتبار سے۔" انھوں نے انکار کیا، اور لوگ اصرار کرتے رہے۔ آخر کار انھوں نے کہا: "میری بیعت گھر بیٹھے خفیہ طریقے سے نہیں ہو سکتی، عام مسلمانوں کی رضا کے بغیر ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔" پھر مسجد نبویؐ میں اجتماعِ عام ہوا اور تمام مہاجرین و انصار نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ صحابہؓ میں سے ۱۷ یا ۲۰ ایسے بزرگ تھے جنھوں نے بیعت نہیں کی۔ [1]

اس رُوداد سے اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ حضرت علیؓ کی خلافت قطعی طور پر ٹھیک انھی اصولوں کے مطابق منعقد ہوئی تھی جن پر خلافت راشدہ کا انعقاد ہو سکتا تھا۔ وہ زبردستی اقتدار پر قابض نہیں ہوئے۔ انھوں نے خلافت حاصل کرنے کے لیے برائے نام بھی کوئی کوشش نہیں کی۔ لوگوں نے خود آزادانہ مشاورت سے ان کو خلیفہ منتخب کیا۔ صحابہ کی عظیم اکثریت نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور بعد میں شام کے سوا تمام بلادِ اسلامیہ نے ان کو خلیفہ تسلیم کیا۔ اب اگر حضرت سعدؓ بن عبادہ کے بیعت نہ کرنے سے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت مشتبہ نہیں ہوتی تو ۱۷ یا ۲۰ صحابہؓ کے بیعت نہ کرنے سے حضرت علیؓ کی خلافت کیسے مشتبہ قرار پا سکتی ہے۔ علاوہ بریں ان چند اصحاب کا بیعت نہ کرنا تو محض ایک منفی فعل تھا جس سے خلافت کے معاملے کی آئینی پوزیشن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیا مقابلے میں کوئی دوسرا خلیفہ تھا جس کے ہاتھ پر انھوں نے جوابی بیعت کی ہو؟ یا ان کا کہنا یہ تھا کہ اب امت اور مملکت کو بے خلیفہ رہنا چاہیے؟ یا یہ کہ کچھ مدت تک خلافت کا منصب خالی رہنا چاہیے؟ اگر ان میں سے کوئی بات بھی نہیں تھی، تو محض ان کے بیعت نہ کرنے کے یہ معنی کیسے ہو سکتے ہیں کہ اکثریت اور عظیم

[1] الطبری، جلد ۳، ص ۴۵۰-۴۵۲۔ البدایہ والنہایہ، جلد ۷، ص ۲۲۵-۲۲۶۔ ابن عبدالبر کا بیان ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر ۸ سو ایسے اصحاب حضرت علیؓ کے ساتھ تھے جو بیعت الرضوان کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ (الاستیعاب، ج ۲، ص ۴۲۳)



پوسٹ نمبر 5

اِسکی کوئی صحیح سند دنیا میں موجود نہیں

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 6

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

سیدنا علیؓ کو خلیفہ بنانے والوں میں وہ لوگ شامل تھے جو سیدنا عثمانؓ کو قتل کرنے والے تھے, فساد برپا کرنے کے لیے باہر سے آئے ہوئے تھے (یعنی باغی و خارجی کرائے کے قاتل وغیرہ) ان میں وہ لوگ شامل تھے جو قتلِ سیدنا عثمانؓ میں ملوث تھے اورہ بھی جو ان قاتلینِ عثمان کی مدد کرتے رہے مجموعی طور پر سارے فساد کی ذمہ داری انہی پر عائد ہوتی ہے یہی سیدنا علیؓ کو خلیفہ بنانے والے تھے جبکہ دوسری طرف کئی بڑے بڑے اکابر صحابہؓ نے بیعت ہی نہیں کی تھی اور یہ اتنے با اثر صحابہؓ تھے کہ ان میں سے ہر ایک پر ہزاروں مسلمانوں کو اعتماد تھا اس سے معاملہ شک میں پڑ گیا اور مزید غلط یہ ہوا کہ سیدنا علیؓ نے بھی (ان باغیوں خارجیوں) قاتلین سیدنا عثمانؓ جیسے مالک اشتر اور محمد بن ابی بکر وغیرہ کو عہدے تک دے دیئے۔

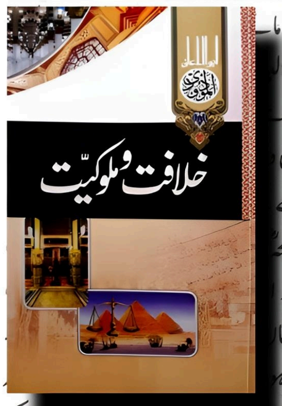
(خلافت و ملوکیت صفہ 123 اور صحفہ 146)

اکثریت نے جس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ جائز طور پر فی الواقع خلیفہ نہیں بنا۔

اس طرح امت کو یہ موقع مل گیا تھا کہ خلافتِ راشدہ کے نظام میں جو خطرناک رخنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پیدا ہوا تھا وہ بھر جاتا اور حضرت علیؓ پھر سے اس کو سنبھال لیتے۔ لیکن تین چیزیں ایسی تھیں جنھوں نے اس رخنے کو نہ بھرنے دیا، بلکہ اسے اور زیادہ بڑھا کر ملوکیت کی طرف امت کو دھکیلنے میں ایک مرحلہ اور طے کرا دیا۔

ایک، حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے میں ان لوگوں کی شرکت جو حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش برپا کرنے کے لیے باہر سے آئے ہوئے تھے------ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنھوں نے بالفعل جرمِ قتل کا ارتکاب کیا تھا اور وہ بھی جو قتل کے مرتکب اور اس میں اعانت کے مرتکب ہوئے تھے۔ اور ویسے مجموعی طور پر اس فساد کی ذمہ داری اُن سب پر عائد ہوتی تھی۔ خلافت کے کام میں ان کی شرکت ایک بہت بڑے فتنے کی موجب بن گئی۔ لیکن جو شخص بھی ان حالات کو سمجھنے کی کوشش کرے گا جو اس وقت مدینہ میں درپیش تھے، وہ یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس وقت ان لوگوں کو انتخابِ خلیفہ کے کام میں شریک ہونے سے کسی طرح باز نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ پھر بھی ان کی شرکت کے باوجود جو فیصلہ ہوا وہ بجائے خود ایک صحیح فیصلہ تھا اور اگر امت کے تمام با اثر اصحاب اتفاقِ رائے کے ساتھ حضرت علیؓ کے ہاتھ مضبوط کر دیتے تو یقیناً قاتلینِ عثمانؓ کیفرِ کردار کو پہنچا دیے جاتے اور فتنے کی یہ صورت جو بد قسمتی سے رونما ہو گئی تھی، بآسانی ختم ہو جاتی۔

دوسرے، بعض اکابر صحابہ کا حضرت علیؓ کی بیعت سے الگ رہنا------ یہ طرزِ عمل اگرچہ ان بزرگوں نے انتہائی نیک نیتی کے ساتھ محض فتنے سے بچنے کی خاطر اختیار فرمایا تھا، لیکن بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ جس فتنے سے وہ بچنا چاہتے تھے اس سے بدرجہا زیادہ بڑے فتنے میں ان کا یہ فعل الٹا مددگار بن گیا۔ وہ بہر حال امت کے نہایت با اثر لوگ تھے۔ ان میں سے ہر ایک ایسا تھا جس پر ہزاروں مسلمانوں کو اعتماد تھا۔ ان کی علیحدگی نے ذہنوں میں شک ڈال دیے اور خلافتِ راشدہ کے نظام کو از سر نو بحال



حضرت علیؓ نے اس پورے فتنے کے زما...
ٹھیک ایک خلیفۂ راشد کے شایانِ شان تھا۔ ال...
مدافعت میں مشکل ہی سے کوئی بات کہی جا سکتی...
نے قاتلینِ عثمانؓ کے بارے میں اپنا رویہ بدل...
بیزار تھے، با دلِ ناخواستہ ان کو برداشت کر رہے...
موقع کے منتظر تھے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ...
انھوں نے حضرت قعقاع بن عمرو کو بھیجا تھا تو...
قعقاع نے کہا تھا کہ "حضرت علیؓ نے قاتلینِ عثما...
کر رکھا ہے جب تک وہ انھیں پکڑنے پر قادر نہ ہو...
خونِ عثمانؓ کا بدلہ لینا آسان ہو جائے گا۔"[1] پھر جنگ سے عین پہلے جو گفتگو ان کے اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے درمیان ہوئی اس میں حضرت طلحہؓ نے اُن پر الزام لگایا کہ آپ خونِ عثمانؓ کے ذمہ دار ہیں، اور انھوں نے جواب میں فرمایا: لعن اللّٰہ قتلة عثمان (عثمانؓ کے قاتلوں پر خدا کی لعنت)۔[2] لیکن اس کے بعد بتدریج وہ لوگ ان کے ہاں تقرب حاصل کرتے چلے گئے جو حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش برپا کرنے اور بالآخر انھیں شہید کرنے کے ذمہ دار تھے، حتیٰ کہ انھوں نے مالک بن حارث الاشتر اور محمد بن ابی بکر کو گورنری کے عہدے تک دے دیے، درآں حالیکہ قتلِ عثمانؓ میں ان دونوں صاحبوں کا جو حصہ تھا وہ سب کو معلوم ہے۔ حضرت علیؓ کے پورے زمانۂ خلافت میں ہم کو صرف یہی ایک کام ایسا نظر آتا ہے جس کو غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی طرح حضرت علیؓ نے بھی تو اپنے متعدد رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیا، مثلاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبیداللہ بن عباسؓ، حضرت قثم بن عباسؓ وغیرہم۔ لیکن یہ حجت پیش کرتے وقت وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے یہ کام ایسے حالات میں کیا تھا جبکہ اعلیٰ درجے کی صلاحیتیں رکھنے والے اصحاب میں سے ایک گروہ ان کے ساتھ تعاون

[1] البدایہ، ج ۷، ص ۲۳۷۔ [2] ایضاً، ج ۷، ص ۲۴۰۔

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 7

مولانا مودودی کا اعتراف:

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

مولانا مودودی اعتراف کرتے ہیں کہ سیدنا عثمانؓ نے اپنے خاندان کے جن افراد کو مناصب دیئے انہوں نے اعلی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور بہترین انتظامی و جنگی صلاحتیوں کا ثبوت دیا, انکی انہی صلاحتیوں کی وجہ سے بہت فتوحات ہوئیں مگر اس وقت اور اہل افراد بھی تو موجود تھے

تبصرہ:

یہ مولانا کا عجیب و غریب اعتراض ہے کہ اس وقت اور اہل افراد بھی تو موجود تھے اب اگر ایک وقت میں زیادہ اہل افراد ہوں تو کیا ایک صوبے میں پانچ پانچ سو گورنر ٹھونس دیئے جائیں؟ ایک ہی وقت میں ملک کے تمام اہل افراد کو تو عہدے نہیں دیئے جا سکتے چند افراد ہی مناصب حکومت پر فائز ہو سکتے ہیں اعتراض تب بنتا ہے جب اہل افراد کو چھوڑ کر نااہل ایسے افراد کو مناصب دیئے جائیں جو انتظامی امور میں بھی ناکام ہوں اور جنگی فیلڈ میں بھی شکست کھاتے رہیں جب آپ مانتے ہیں انہوں نے ہر فیلڈ میں اعلی کارکردگی کا ثبوت دیا تو پھر اعتراض چہ معنٰی دارد؟ اِس لیے ماننا پڑے گا سیدنا عثمانؓ نے جن جن کو بھی مناصب دیئے انکو اہل سمجھ کر ہی دیئے نہ کہ محض رشتہ داری کی وجہ سے لہذا جنابِ سیدنا عثمانؓ پر یہ اعتراض باطل ہوا۔

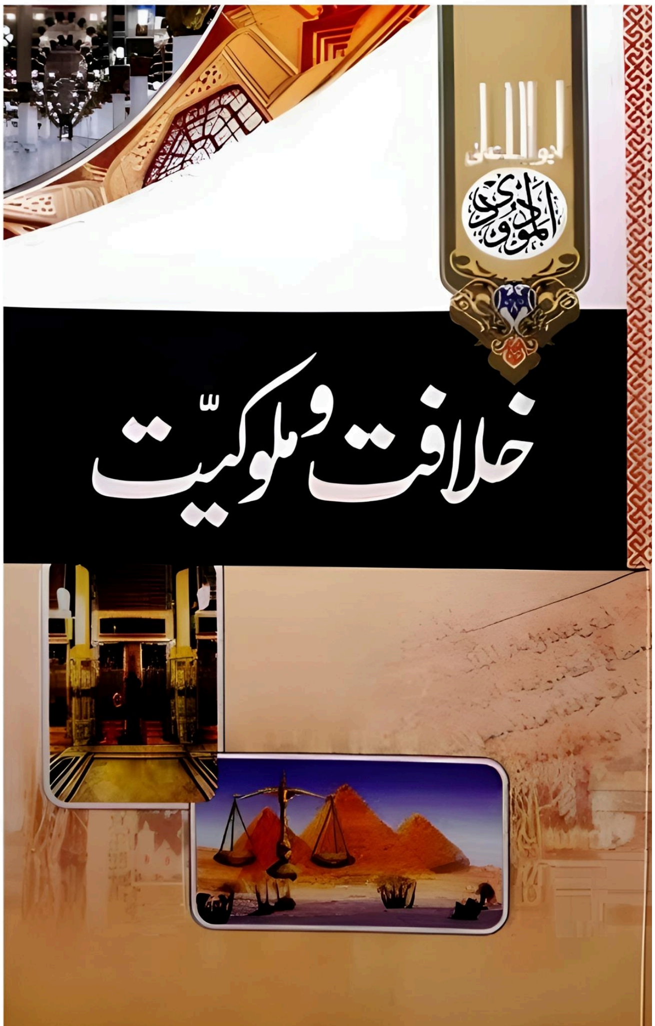
ابی سَرح کو مقرر کیا۔ حضرت مُعاویہؓ سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانے میں صرف دمشق کی ولایت پر تھے۔① حضرت عثمانؓ نے ان کی گورنری میں دمشق، حمص، فلسطین، اردن اور لبنان کا پورا علاقہ جمع کر دیا۔ پھر اپنے چچا زاد بھائی مَروان بن الحکم کو انھوں نے اپنا سکرٹری بنا لیا جس کی وجہ سے سلطنت کے پورے درو بست پر اس کا اثر ونفوذ قائم ہو گیا۔ اس طرح عملاً ایک ہی خاندان کے ہاتھ میں سارے اختیارات جمع ہو گئے۔

ان باتوں کا ردِ عمل صرف عوام ہی پر نہیں، اکابر صحابہؓ تک پر کچھ اچھا نہ تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔ مثال کے طور پر جب ولید بن عقبہ کوفے کی گورنری کا پروانہ لے کر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس پہنچا تو انھوں نے فرمایا: ''معلوم نہیں ہمارے بعد تُو زیادہ دانا ہو گیا ہے یا ہم تیرے بعد احمق ہو گئے ہیں۔'' اس نے جواب دیا: ''ابو اسحاق! برافروختہ نہ ہو، یہ تو بادشاہی ہے، صبح کوئی اس کے مزے لوٹتا ہے تو شام کوئی اور۔'' حضرت سعدؓ نے کہا: ''مَیں سمجھتا ہوں واقعی تم لوگ اسے بادشاہی بنا کر چھوڑو گے۔'' قریب قریب ایسے ہی خیالات حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے بھی ظاہر فرمائے۔②

اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ اپنے خاندان کے جن لوگوں کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حکومت کے یہ مناصب دیے، انھوں نے اعلیٰ درجے کی انتظامی اور جنگی قابلیتوں کا ثبوت دیا، اور ان کے ہاتھوں بہت سی فتوحات ہوئیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ قابلیت صرف انھی لوگوں میں نہ تھی۔ دوسرے لوگ بھی بہترین قابلیتوں کے مالک موجود تھے اور ان سے زیادہ خدمات انجام دے چکے تھے۔ محض قابلیت اس بات کے لیے کافی دلیل نہ تھی کہ خراسان سے لے کر شمالی افریقہ تک کا پورا علاقہ ایک ہی خاندان

① حافظ ابن کثیر کہتے ہیں: والصواب ان الذی جمع لمعاویة الشام کلها عثمان بن عفان واما عمر فانه انما ولاہ بعض اعمالها۔ ''صحیح بات یہ ہے کہ شام کے تمام علاقوں کو حضرت مُعاویہؓ کی گورنری میں حضرت عثمانؓ نے جمع کیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو صرف شام کے بعض حصوں کا حاکم بنایا تھا۔'' (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۲۴)

② ابن عبدالبر، الاستیعاب، جلد ۲، ص ۶۰۴۔

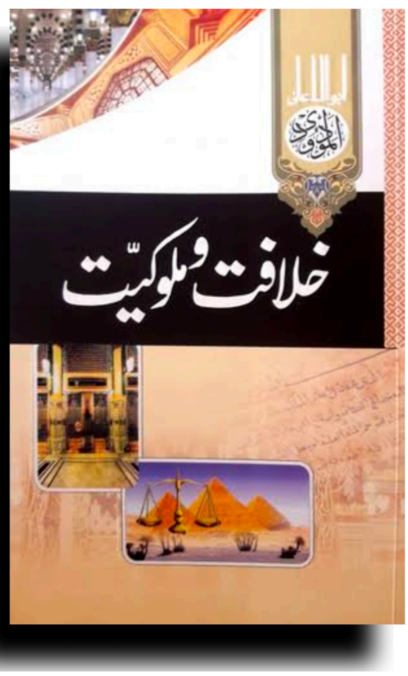


خلافت وملوکیت میں سیدنا حکم رضی اللہ عنہ کو مدینہ بدر کرنے والی جعلی روایت درج

پوسٹ نمبر 8

تو نہیں آیا تھا۔ وہ تو اوّلاً اور بالذات ایک دعوتِ خیر وصلاح تھا جس کی سربراہی کے لیے انتظامی اور جنگی قابلیتوں سے بڑھ کر ذہنی واخلاقی تربیت کی ضرورت تھی، اور اس کے اعتبار سے یہ لوگ صحابہ وتابعین کی اگلی صفوں میں نہیں بلکہ پچھلی صفوں میں آتے تھے۔ اس معاملے میں مثال کے طور پر مروان بن حکم کی پوزیشن دیکھیے۔ اس کا باپ حکم بن ابی العاص، جو حضرت عثمانؓ کا چچا تھا، فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا تھا اور مدینہ آ کر رہ گیا تھا، مگر اس کی بعض حرکات کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مدینے سے نکال دیا تھا اور طائف میں رہنے کا حکم دیا تھا۔ ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں اس کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اکابر صحابہ کے ساتھ راز میں جو مشورے فرماتے تھے ان کی کسی نہ کسی طرح سن گن لے کر وہ انھیں افشا کر دیتا تھا۔ اور دوسری وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقلیں اتارا کرتا تھا، حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے خود اسے یہ حرکت کرتے دیکھ لیا تھا۔①
بہرحال کوئی سخت قصور ہی ایسا ہو سکتا تھا جس کی بنا پر حضورؐ نے مدینے سے اس کے اخراج کا حکم صادر فرمایا۔ مروان اس وقت ۷-۸ برس کا تھا اور وہ بھی اس کے ساتھ طائف میں رہا۔ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو ان سے عرض کیا گیا کہ اسے مدینہ آنے کی اجازت دے دیں، مگر انھوں نے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی اسے مدینے آنے کی اجازت نہ دی گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اس کو واپس بلا لیا اور ایک روایت کے مطابق آپ نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سفارش کی تھی اور حضورؐ نے مجھ سے وعدہ فرما لیا تھا کہ اسے واپسی کی اجازت دے دیں گے۔ اس طرح یہ دونوں باپ بیٹے طائف سے مدینہ آگئے۔② مروان کے اس پس منظر کو نگاہ میں رکھا جائے تو یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ اس کا سکرٹری کے منصب پر مقرر کیا جانا لوگوں کو

اِس کوڑ کباڑ کی کوئی صحیح سند اِس کائنات میں موجود نہیں ہے



① الاستیعاب، ج ۱، ص ۱۱۸-۱۱۹-۲۶۳۔

② ابن حجر، الاصابہ، ج ۱ ص ۳۴۴-۳۴۵۔ الریاض النضرہ، ج ۲ ص ۱۴۳۔

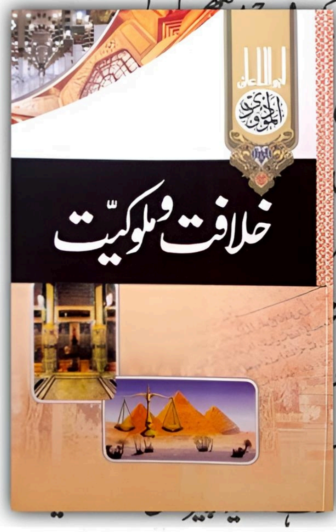
خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 9

قاتلین عثمانؓ سیدنا علیؓ کے لشکر میں:

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

سیدنا علیؓ اور سیدہ عائشہؓ کی صلح تقریباً ہو ہی چکی تھی مگر سیدنا علیؓ کے لشکر میں موجود قاتلین عثمانؓ (یعنی باغی خارجی و فسادی ٹولے) نے دھوکے سے جنگ کروا دی۔

(خلافت و ملوکیت صفحہ 129)



بصرے پہنچا اور اس نے عراق سے اپنے ہزار ہا حامیوں کی ا...

دوسری طرف حضرت علیؓ، جو حضرت معاویہؓ کو تابع...
کی طرف جانے کی تیاری کر رہے تھے، بصرے کے اِس...
پہلے اِس صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے مجبور ہو گئے۔ لیکن...
زیر اثر لوگ جو مسلمانوں کی خانہ جنگی کو فطری طور پر ایک فتن...
ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہ ہوئے۔[1] اس کا نتیجہ یہ ہو...
سے پیچھا چھڑانے کے لیے حضرت علیؓ موقع کا انتظار کر ر...
میں جو حضرت علیؓ نے فراہم کی تھی، اُن کے ساتھ شامل...
بدنامی کی موجب بھی ہوئی اور فتنے کی موجب بھی۔

بصرے کے باہر جب امّ المومنین حضرت عائشہؓ اور امیر المومنین حضرت علیؓ کی فوجیں ایک دوسرے کے سامنے آئیں، اُس وقت دردمند لوگوں کی ایک اچھی خاصی تعداد اس بات کے لیے کوشاں ہوئی کہ اہل ایمان کے اِن دونوں گروہوں کو متصادم نہ ہونے دیا جائے۔ چنانچہ ان کے درمیان مصالحت کی بات چیت قریب قریب طے ہو چکی تھی۔ مگر ایک طرف حضرت علیؓ کی فوج میں وہ قاتلینِ عثمانؓ موجود تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ اگر ان کے درمیان مصالحت ہو گئی تو پھر ہماری خیر نہیں، اور دوسری طرف امّ المومنینؓ کی فوج میں وہ لوگ موجود تھے جو دونوں کو لڑا کر کمزور کر دینا چاہتے تھے، اس لیے انھوں نے بے قاعدہ طریقے سے جنگ برپا کر دی اور وہ جنگ جمل برپا ہو کر رہی جسے دونوں طرف کے اہلِ خیر روکنا چاہتے تھے۔[2]

جنگ جمل کے آغاز میں حضرت علیؓ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ کو پیغام بھیجا کہ مَیں آپ دونوں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ دونوں حضرات تشریف لے آئے اور حضرت علیؓ نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یاد دلا کر جنگ سے باز رہنے کی تلقین کی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ حضرت زبیرؓ میدانِ جنگ سے ہٹ کر الگ چلے

① البدایہ، ج ۷، ص ۲۳۳۔ ② البدایہ، ج ۷، ص ۲۳۷-۲۳۹۔

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 10

مولانا مودودی کا دجل

مولانا مودودی نے ایک جھوٹی روایت میں سے صرف چند الفاظ نقل کیے اور کہا کہ سیدنا عمرؓ نے سیدنا عثمانؓ کو اپنوں کو نوازنے والا کہا ہے جبکہ باقی ساری روایت چھپا لی گئی آگے یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ سیدنا عمرؓ نے یہ بھی کہا کہ علیؓ مسخرہ کرنے والا، سیدنا طلحہؓ کو چالاک اور متکبر، سیدنا زبیرؓ کو متشدد، سیدنا سعدؓ کو ناتجربہ کار، سیدنا عبدالرحمنؓ کو نااہل لوگوں کا مشورہ قبول کرنے والا کہا مگر مولانا مودودی نے دجل کرتے ہوئے صرف سیدنا عثمانؓ والی لائن چھاپ دی باقی سب کچھ چھپا لیا اور روایت بھی جھوٹی تھی۔

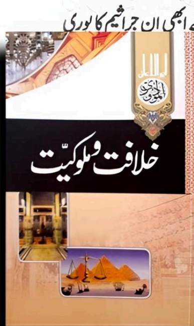
(خلافت و ملوکیت صحفہ 99)

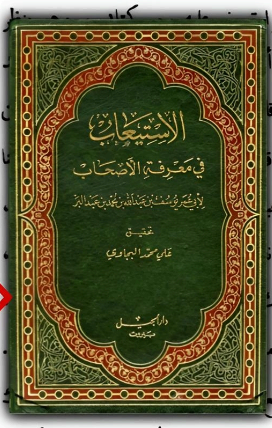
برپا ہوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اپنے امکانی جانشینوں کے متعلق کہا: ”اگر مَیں ان کو اپنا جانشین تجویز کروں تو وہ بنی ابی معیط (بنی امیہ) کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کردیں گے اور وہ لوگوں میں اللہ کی نافرمانیاں کریں گے۔ خدا کی قسم! اگر مَیں نے ایسا کیا تو عثمانؓ یہی کریں گے، اور اگر عثمانؓ نے یہ کیا تو وہ لوگ ضرور معصیتوں کا ارتکاب کریں گے اور عوام شورش برپا کر کے عثمانؓ کو قتل کردیں گے۔“① اسی چیز کا خیال ان کو اپنی وفات کے وقت بھی تھا۔ چنانچہ آخری وقت میں انھوں نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو بلا کر ہر ایک سے کہا کہ ”اگر میرے بعد تم خلیفہ ہو تو اپنے قبیلے کے لوگوں کو عوام کی گردنوں پر سوار نہ کردینا۔“② مزید برآں چھ آدمیوں کی انتخابی شوریٰ کے لیے انھوں نے جو ہدایات چھوڑیں ان میں دوسری باتوں کے ساتھ ایک بات یہ بھی شامل تھی کہ منتخب خلیفہ اس امر کا پابند رہے کہ وہ اپنے قبیلے کے ساتھ کوئی امتیازی برتاؤ نہ کرے گا۔③ مگر بدقسمتی سے خلیفۂ ثالث حضرت عثمانؓ اس معاملے میں

① ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج ۲، ص ۴۶۷- ازالۃ الخفا، شاہ ولی اللہ صاحب، مقصد اوّل ص ۳۲۴ طبع بریلی۔ بعض لوگ اس جگہ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ کیا حضرت عمرؓ کو الہام ہوا تھا جس کی بنا پر انھوں نے قسم کھا کر وہ بات کہی جو بعد میں جوں کی توں پیش آ گئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک صاحب بصیرت آدمی بسا اوقات حالات کو دیکھ کر جب انھیں منطقی طریقے سے ترتیب دیتا ہے تو اسے آئندہ رونما ہونے والے نتائج دو اور دو چار کی طرح نظر آنے لگتے ہیں اور وہ الہام کے بغیر اپنی بصیرت ہی کی بنا پر ایک صحیح پیشین گوئی کرسکتا ہے۔ حضرت عمرؓ یہ جانتے تھے کہ عرب میں قبائلی عصبیت کے جراثیم کتنے گہرے اترے ہوئے ہیں اور انھیں یہ بھی معلوم تھا کہ ۲۵-۳۰ سال کی تبلیغِ اسلام نے ابھی ان جراثیم کا پوری طرح قلع قمع نہیں کیا ہے۔ اس بنا پر وہ یقین رکھتے تھے کہ اگر ان کی اور حضرت ا[...] برابر بھی تغیر کیا گیا اور ان کے جانشین نے اپنے قبیلے کے آدمیوں کو بڑے بڑے [...] دیے تو قبائلی عصبیتیں پھر کسی کے دبائے نہ دب سکیں گی اور لازماً خونی انقلابات پ[...]

② الطبری، ج ۳، ص ۲۶۴۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۴۰-۳۴۱-۳۴۳-۳[...]

③ فتح الباری، ج ۷، ص ۴۹-۵۰۔ الریاض النَّضِرَہ فی مناقب العشرہ لمحب الد[...] ۷۶، مطبعہ حسینیہ مصر، ۱۳۲۷ھ۔ ابن خلدون، تکملہ جلد دوم، ص ۱۲۵، المطبعۃ الکبر[...] (اس روایت کو شاہ ولی صاحب نے بھی ازالۃ الخفاء میں نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو م[...]





[حدثنا عبد الوارث بن سفيان قر[...]
فى كتابه ، قال : حدثنا أبو محمد قاسم بن أ[...]
البزار ، حدثنا محمد بن أحمد بن أيوب ، ق[...]
سالم الصائغ ، حدثنا سليمان بن داود ، [...]
محمد بن إسحاق ، عن الزهرى ، عن ع[...]
قال : بينا أنا أمشى مع عمر يوما إذ تنفس [...]
فقلت : سبحان الله ! والله ما أخرَج منك [...]
فقال : ويحك يا بن عباس ! ما أدرى [...]
قلت : ولِمَ وأنت بحمد الله قادر أن تض[...]
تقول : إن صاحبك أولى الناس بها — يعنى عليا رضى الله عنه . قلت : أجل ، والله إنى لأقول ذلك فى سابقته وعِلْمِه وقرابته وصهره . قال : إنه كما ذكرت ، ولـكنه كثير الدعابة . فقلت : فعثمان ؟ قال : فوالله لو فعلت لجعل بنى أبى مُعَيْط على رِقَاب الناس ، يعملون فيهم بمعصية الله ، والله لو فعلت لفعل ، ولو فعل لفعلوه ، فوثب الناس عليه فقتلوه . فقلت : طلحةَ بن عبيد الله ؟ قال : الأكيسع ! هو أزهى من ذلك ، ما كان الله ليرانى أوليه أمْرَ أمةِ محمد صلى الله عليه وسلم ، وهو على ما هو عليه من الزَّهْو . قلت : الزبير بن العوام ؟ قال : إذاً يلاطم الناس فى الصاع والمُدّ . قلت : سعد بن أبى وقاص ؟ قال : ليس بصاحب ذلك ، ذاك صاحبُ مِقْنَب[2] يقاتل به . قلت : عبد الرحمن بن عوف ؟ قال : نعم الرجل ذكَرْتَ ، ولـكنه ضعيف عن ذلك ، والله ، يا بن عباس ، ما يصلح لهذا الأمر

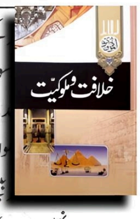
(١) قضبت : قطعت (القاموس) .
(٢) فى النهاية : إنما يكون فى مقنب من مقانبكم . المقنب ـ بالكسر : جماعة الخيل والفرسان. وقيل : هو دون المائة ، يريد أنه صاحب حرب وجيوش وليس بصاحب هذا الأمر (النهاية) .

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 11

مولانا مودودی کا تضاد:

ایک طرف مولانا مودودی کہتے ہیں
صرف 18 صحابہؓ تھے جنھوں نے سیدنا علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی اور 800 صحابہؓ سیدنا علیؓ کے ساتھ تھے لیکن جب بات آئی کہ سیدنا علیؓ نے بھی تو اپنے رشتے داروں کو نوازا تو مولانا مودودی نے فوری پینترا بدلا اور کہا کہ تب تین گروہ تھے ایک سیدنا علیؓ کے ساتھ تھا اور وہ بھی تعاون نہیں کر رہا تھا دوسرا گروہ سیدنا معاویہؓ کے ساتھ تھا اور جو تیسرا گروہ تھا وہ بھی آئے دن سیدنا معاویہؓ کے ساتھ مل رہا تھا ایسی صورتحال میں سیدنا علیؓ کے پاس اپنے رشتے داروں کو عہدے دینے کے علاوہ کوئی راستہ نہ تھا۔

(خلافت و ملوکیت صحفہ 122-147)



...کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا، لوگوں کے لیے ایک امام کا وجود ناگزیر ہے، اور آج ...سوا ہم کوئی ایسا شخص نہیں پاتے جو اس منصب کے لیے آپ سے زیادہ مستحق ہو، ...مات کے اعتبار سے، اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب کے اعتبار ...وں نے انکار کیا، اور لوگ اصرار کرتے رہے۔ آخر کار انھوں نے کہا: ''میری ...بیٹھے خفیہ طریقے سے نہیں ہو سکتی، عام مسلمانوں کی رضا کے بغیر ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔'' پھر مسجد نبویؐ میں اجتماعِ عام ہوا اور تمام مہاجرین و انصار نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ صحابہؓ میں سے ۱۷ یا ۲۰ ایسے بزرگ تھے جنھوں نے بیعت نہیں کی۔ (1)

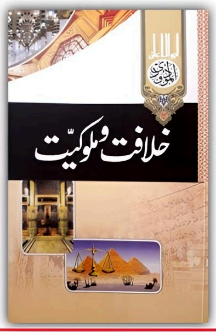
اس رُوداد سے اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ حضرت علیؓ کی خلافت قطعی طور پر ٹھیک انھی اصولوں کے مطابق منعقد ہوئی تھی جن پر خلافت راشدہ کا انعقاد ہو سکتا تھا۔ وہ زبردستی اقتدار پر قابض نہیں ہوئے۔ انھوں نے خلافت حاصل کرنے کے لیے برائے نام بھی کوئی کوشش نہیں کی۔ لوگوں نے خود آزادانہ مشاورت سے ان کو خلیفہ منتخب کیا۔ صحابہ کی عظیم اکثریت نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور بعد میں شام کے سوا تمام بلادِ اسلامیہ نے ان کو خلیفہ تسلیم کیا۔ اب اگر حضرت سعدؓ بن عبادہ کے بیعت نہ کرنے سے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت مشتبہ نہیں ہوتی تو ۱۷ یا ۲۰ صحابہؓ کے بیعت نہ کرنے سے حضرت علیؓ کی خلافت کیسے مشتبہ قرار پا سکتی ہے۔ علاوہ بریں ان چند اصحاب کا بیعت نہ کرنا تو محض ایک منفی فعل تھا جس سے خلافت کے معاملے کی آئینی پوزیشن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیا مقابلے میں کوئی دوسرا خلیفہ تھا جس کے ہاتھ پر انھوں نے جوابی بیعت کی ہو؟ یا ان کا کہنا یہ تھا کہ اب امت اور مملکت کو بے خلیفہ رہنا چاہیے؟ یا یہ کہ کچھ مدت تک خلافت کا منصب خالی رہنا چاہیے؟ اگر ان میں سے کوئی بات بھی نہیں تھی، تو محض ان کے بیعت نہ کرنے کے یہ معنیٰ کیسے ہو سکتے ہیں کہ اکثریت اور عظیم

(1) الطبری، جلد ۳، ص ۴۵۰-۴۵۲۔ البدایہ والنہایہ، جلد ۷، ص ۲۲۵-۲۲۶۔ ابن عبدالبر کا بیان ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر ۸ سو ایسے اصحاب حضرت علیؓ کے ساتھ تھے جو بیعت الرضوان کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ (الاستیعاب، ج ۲، ص ۴۲۳)

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی طرح حضرت علیؓ نے بھی تو اپنے متعدد رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیا، مثلاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبیداللہ بن عباسؓ، حضرت قثم بن عباسؓ وغیرہم۔ لیکن یہ حجت پیش کرتے وقت وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے یہ کام ایسے حالات میں کیا تھا جبکہ اعلیٰ درجے کی صلاحیتیں رکھنے والے اصحاب میں سے ایک گروہ ان کے ساتھ تعاون

(1) البدایہ، ج ۷، ص ۲۲۳۔ (2) ایضاً، ج ۷، ص ۲۴۰۔

نہیں کر رہا تھا، دوسرا گروہ مخالف کیمپ میں شامل ہو گیا تھا، اور تیسرے گروہ میں سے آئے دن لوگ نکل نکل کر دوسری طرف جا رہے تھے۔ ان حالات میں وہ انھی لوگوں سے کام لینے پر مجبور تھے جن پر وہ پوری طرح اعتماد کر سکیں۔ یہ صورتِ حال حضرت عثمانؓ کے دور کی صورتِ حال سے کوئی مشابہت نہیں رکھتی، کیونکہ انھوں نے ایسے زمانے میں یہ کام کیا تھا جبکہ امت کے تمام ذی صلاحیت لوگوں کا مکمل تعاون ان کو حاصل تھا اور وہ اپنے رشتہ داروں سے مدد لینے پر مجبور نہ تھے۔



خلافت وملوکیت کتاب میں جنگ صفین کے بعد سیدنا علیؓ نے سیدنا معاویہؓ کے خلاف تقریریں کیں والی جھوٹی روایت درج

ایک تقریر میں وہ فرماتے ہیں:

”خدا کی قسم! اگر یہ لوگ تمھارے حاکم بن گئے تو تمھارے درمیان کسریٰ اور ہرقل کی طرح کام کریں گے۔“ [1]

ایک دوسری تقریر میں انھوں نے فرمایا:

”چلو اُن لوگوں کے مقابلے میں جو تم سے اس لیے لڑ رہے ہیں کہ ملوکِ جبابرہ بن جائیں اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں۔“ [2]

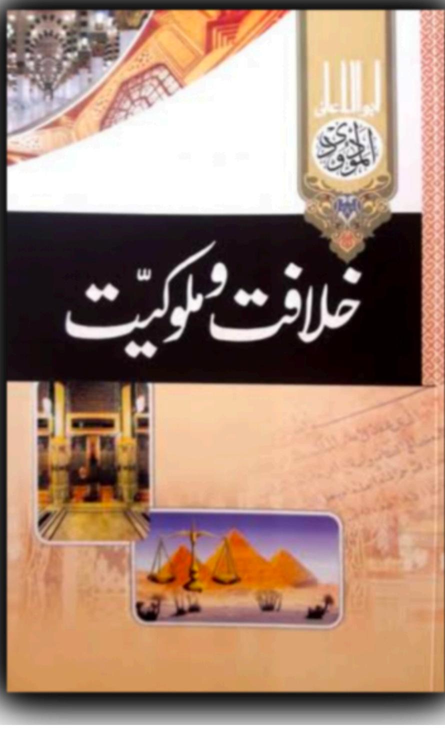
مگر عراق کے لوگ ہمت ہار چکے تھے اور خوارج کے فتنے نے حضرت علیؓ کے لیے مزید ایک دردِ سر پیدا کر دیا تھا۔ پھر حضرت مُعاویہؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کی تدبیروں سے مصر اور شمالی افریقہ کے علاقے بھی ان کے ہاتھ سے نکل گئے، اور دنیائے اسلام عملاً دو متحارب حکومتوں میں بٹ گئی۔ آخر کار حضرت علیؓ کی شہادت (رمضان ۴۰ھ) اور پھر حضرت حسنؓ کی مصالحت (۴۱ھ) نے میدان حضرت مُعاویہؓ کے لیے پوری طرح خالی کر دیا۔ اس کے بعد جو حالات پیش آئے انھیں دیکھ کر بہت سے وہ لوگ بھی جو پہلے حضرت علیؓ اور ان کے مخالفین کی لڑائیوں کو محض فتنہ سمجھ کر غیر جانب دار رہے تھے، یہ اچھی طرح جان گئے کہ حضرت علیؓ کس چیز کو قائم رکھنے اور امت کو کس انجام سے بچانے کے لیے اپنی جان کھپا رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے آخری زمانے میں کہا: ”مجھے کسی چیز پر اتنا افسوس نہیں ہے جتنا اس بات پر ہے کہ مَیں نے علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ کیوں نہ دیا۔“ [3] ابراہیم النخعی کی روایت ہے کہ مسروق بن اجدع حضرت علیؓ کا ساتھ نہ دینے پر توبہ و استغفار کیا کرتے تھے۔ [4] حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو عمر بھر اس بات پر سخت ندامت رہی کہ وہ حضرت علیؓ کے خلاف جنگ میں حضرت مُعاویہؓ کے ساتھ کیوں شریک ہوئے تھے۔ [5]

---

1. الطبری، ج ۴، ص ۵۸۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۱۷۱۔
2. الطبری، ج ۴، ص ۵۹۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۱۷۲۔
3. ابنِ سعد، ج ۴، ص ۱۸۷۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج ۱، ص ۳۰-۳۷۔
4. الاستیعاب، ج ۱، ص ۳۰۔
5. ایضاً، ج ۱، ص ۳۷۱۔

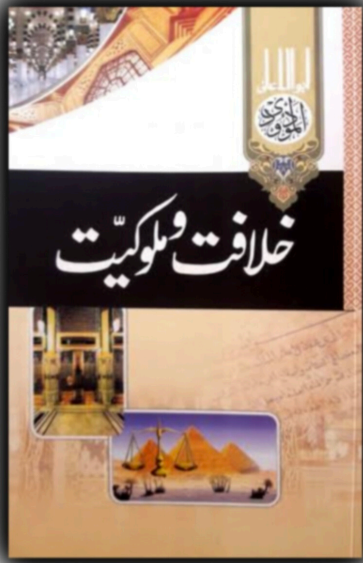
اِسکی کوئی صحیح سند دنیا میں موجود نہیں

پوسٹ نمبر 12



سیدنا سعد بن ابی وقاص نے سیدنا معاویہؓ کی بیعت کے بعد انہیں السلام علیک ایھا الملک کہ کر خطاب کیا اور کہا جسطرح آپکو حکومت ملی مجھے ملتی تو کبھی لینا پسند نہ کرتا

نہیں کر رہا تھا، دوسرا گروہ مخالف کیمپ میں شامل ہو گیا تھا، اور تیسرے گروہ میں سے آئے دن لوگ نکل نکل کر دوسری طرف جا رہے تھے۔ ان حالات میں وہ انھی لوگوں سے کام لینے پر مجبور تھے جن پر وہ پوری طرح اعتماد کر سکیں۔ یہ صورتِ حال حضرت عثمانؓ کے دور کی صورتِ حال سے کوئی مشابہت نہیں رکھتی، کیونکہ انھوں نے ایسے زمانے میں یہ کام کیا تھا جبکہ امّت کے تمام ذی صلاحیت لوگوں کا مکمل تعاون ان کو حاصل تھا اور وہ اپنے رشتہ داروں سے مدد لینے پر مجبور نہ تھے۔



آخری مرحلہ

حضرت مُعاویہؓ کے ہاتھ میں اختیارات کا آنا خلافت سے ملوکیت کی طرف اسلامی ریاست کے انتقال کا عبوری مرحلہ تھا۔ بصیرت رکھنے والے لوگ اِسی مرحلے میں یہ سمجھ گئے تھے کہ اب ہمیں بادشاہی سے سابقہ درپیش ہے۔ چنانچہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص جب حضرت مُعاویہؓ کی بیعت ہو جانے کے بعد ان سے ملے تو السلام علیک ایھا الملک کہہ کر خطاب کیا۔ حضرت مُعاویہؓ نے کہا: ''اگر آپ امیر المومنین کہتے تو کیا حرج تھا؟'' انھوں نے جواب دیا: ''خدا کی قسم! جس طرح آپ کو یہ حکومت ملی ہے اس طریقے سے اگر یہ مجھے مل رہی ہوتی تو مَیں اس کا لینا ہرگز پسند نہ کرتا۔''[1] حضرت مُعاویہؓ خود بھی اس حقیقت کو سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے خود کہا تھا کہ انا اول الملوک ''مَیں مسلمانوں میں پہلا بادشاہ ہوں۔''[2] بلکہ حافظ ابن کثیر کے بقول سنّت بھی یہی ہے کہ ان کو خلیفہ کے بجائے بادشاہ کہا جائے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی

اِس کوڑ کباڑ کی کوئی صحیح سند اِس کائنات میں موجود نہیں ہے

(1) ابن الاثیر، ج ۳، ص ۴۰۵۔ حضرت سعدؓ کا نقطۂ نظر اس معاملے میں جو کچھ تھا اس پر بہترین روشنی اس واقعے سے پڑتی ہے کہ زمانۂ فتنہ میں ایک دفعہ ان کے بھتیجے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے ان سے کہا کہ اگر آپ اس وقت خلافت کے لیے کھڑے ہو جائیں تو ایک لاکھ تلواریں آپ کی حمایت کے لیے تیار ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ''ان ایک لاکھ تلواروں میں سے مَیں صرف ایک تلوار ایسی چاہتا ہوں جو کافر پر تو چلے مگر کسی مسلمان پر نہ چلے۔'' (البدایہ، ج ۸، ص ۷۲)

(2) الاستیعاب، ج ۱، ص ۲۵۴۔ البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۳۵۔

پوسٹ نمبر 13

"سیدنا معاویہؓ کی بیعت پر تمام صحابہ کرامؓ، تمام تابعین و تبع تابعین رحمھم اللہ اور تمام اُمتِ مسلمہ کا اتفاق"

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری کے بعد تمام صحابہؓ اور تابعین نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پہ بیعت کر لی (خلافت و ملوکیت صفہ 159)

تبصرہ:

سیدنا علیؓ کے بچوں سمیت تمام صحابہ کرام و تابعین و اُمتِ مسلمہ کا سیدنا معاویہؓ کے ہاتھ پہ بیعت کرنا انکے ہاتھ خلافت پکڑانا ثابت کرتا ہے آپکا گروہ ہر گز باغی نہیں ہو سکتا اگر باغی ہوتا تو یہ سب کبھی بیعت پہ اتفاق نہ کرتے۔

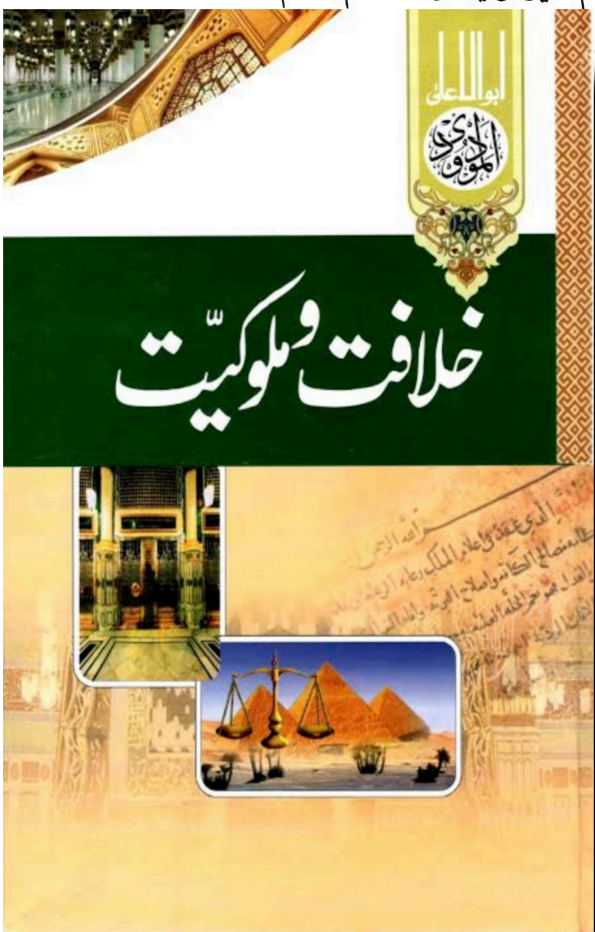
نوٹ:

سیدنا معاویہؓ کا گروہ باغی تھا ہی نہیں تبھی امت نے بیعت پہ اتفاق کیا باغی گروہ خوارج کا تھا ثبوت کے لیے دیکھیں (مستدرک حاکم 2653)

تھے جسے امن اور نظم پر ترجیح نہیں دی جا سکتی تھی۔ اسی لیے امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری (ربیع الاوّل ۴۱ھ) کے بعد تمام صحابہؓ و تابعین اور صلحائے امت نے ان کی بیعت پر اتفاق کیا اور اس کو ''عام الجماعت'' اس بنا پر قرار دیا کہ کم از کم باہمی خانہ جنگی تو ختم ہوئی۔

حضرت معاویہؓ خود بھی اس پوزیشن کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اپنے زمانۂ خلافت کے آغاز میں انھوں نے مدینہ طیبہ میں تقریر کرتے ہوئے خود فرمایا:

اما بعد، فانی واللہ ما ولیت امرکم حین ولیته وانا اعلم انکم لا
تسرون بولایتی ولا تحبونها وانی
ولکنی خالستکم بسیفی هذا
بحقکم کله فارضوا منی ببعض



''بخدا میں تمھاری حکومت کی زمام کار
نہ تھا کہ تم میرے برسرِ اقتدار آنے
معاملے میں جو کچھ تمھارے دلوں
اپنی اس تلوار کے زور سے تم کو
کہ میں تمھارا حق پورا پورا ادا نہیں

اس طرح جس تغیر کی ابتدا ہوئی
ہوا کہ موجودہ صدی میں مصطفیٰ کمال
میں تزلزل واقع نہ ہوا۔ اس سے جبری
مستقل طریقہ چل پڑا۔ اس کے بعد
پلٹنے کا کوئی موقع نصیب نہ ہو سکا۔ لوگ
نہیں بلکہ طاقت سے برسرِ اقتدار آ
بجائے اقتدار سے بیعت حاصل ہو

① البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۱۳۲۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں: سیدنا معاویہؓ نے ایک جگہ تقریر کرتے ہوئے کہا یہ خلافت میں نے تلوار کے ذریعے حاصل کی ہے لوگوں کو مغلوب کر کے

پوسٹ نمبر 15

تھے جسے امن اور نظم پر ترجیح نہیں دی جا سکتی تھی۔ اسی لیے امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری (ربیع الاول ۴۱ھ) کے بعد تمام صحابہؓ وتابعین اور صلحائے امت نے ان کی بیعت پر اتفاق کیا اور اس کو ''عام الجماعت'' اس بنا پر قرار دیا کہ کم از کم باہمی خانہ جنگی تو ختم ہوئی۔

حضرت معاویہؓ خود بھی اس پوزیشن کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اپنے زمانۂ خلافت کے آغاز میں انھوں نے مدینہ طیبہ میں تقریر کرتے ہوئے خود فرمایا:

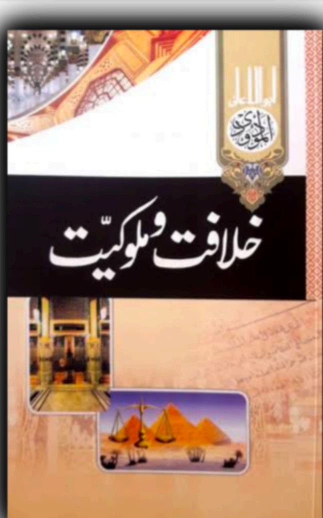
اما بعد، فاني والله ما وليت امركم حين وليته وانا اعلم انكم لا تسرون بولايتي ولا تحبونها واني لعالم بما في نفوسكم من ذالك ولكني خالستكم بسيفي هذا مخالسة...... وان لم تجدوني اقوم بحقكم كله فارضوا مني ببعضه۔[1]

''بخدا میں تمھاری حکومت کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس بات سے ناواقف نہ تھا کہ تم میرے برسرِ اقتدار آنے سے خوش نہیں ہو اور اسے پسند نہیں کرتے۔ اس معاملے میں جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے اسے میں خوب جانتا ہوں، مگر میں نے اپنی اس تلوار کے زور سے تم کو مغلوب کر کے اسے لیا ہے۔ اب اگر تم یہ دیکھو کہ میں تمھارا حق پورا پورا ادا نہیں کر رہا ہوں تو تھوڑے پر مجھ سے راضی رہو۔''

اس طرح جس تغیر کی ابتدا ہوئی تھی، یزید کی ولی عہدی کے بعد سے وہ ایسا مستحکم ہوا کہ موجودہ صدی میں مصطفیٰ کمال کے اِلغائے خلافت تک ایک دن کے لیے بھی اس میں تزلزل واقع نہ ہوا۔ اس سے جبری بیعت اور خاندانوں کی موروثی بادشاہت کا ایک مستقل طریقہ چل پڑا۔ اس کے بعد سے آج تک مسلمانوں کو انتخابی خلافت کی طرف پلٹنے کا کوئی موقع نصیب نہ ہو سکا۔ لوگ مسلمانوں کے آزادانہ اور کھلے مشورے سے نہیں بلکہ طاقت سے برسرِ اقتدار آتے رہے۔ بیعت سے اقتدار حاصل ہونے کے بجائے اقتدار سے بیعت حاصل ہونے لگی۔ بیعت کرنے یا نہ کرنے میں مسلمان آزاد

[1] البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ج۸، ص ۱۳۲۔

یہ تقریر جعلی ہے اور کسی صحیح سند سے ثابت نہیں خلافت وملوکیت کتاب جھوٹی و بے سند روایات کی فیکٹری ہے



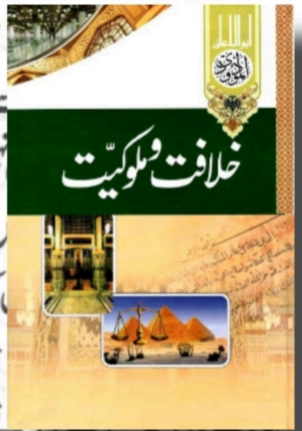
پوسٹ نمبر 16

خلافت و ملوکیت کتاب

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

جنگِ صفین میں جب سیدنا معاویہؓ کا دریائے فرات پر قبضہ تھا تو انہوں نے لشکرِ علیؓ کو پانی نہیں لینے دیا لیکن جب سیدنا علیؓ کا فرات پر قبضہ ہوا تو انہوں نے لشکرِ معاویہؓ کو پانی لینے کی اجازت دے دی

نوٹ: یہ سب جھوٹ اور بکواس و جھوٹا افسانہ ہے اور کسی صحیح سند سے ثابت نہیں



... ٹال مٹول کر رہے تھے، حضرت جَریر بن عبداللہ نے دمشق ...ے ملاقاتیں کر کے ان کو یقین دلایا کہ خونِ عثمانؓ کی ذمہ داری ... نہیں ہے۔ حضرت مُعاویہؓ کو اس سے تشویش لاحق ہوئی اور ...ں کام پر مامور کیا کہ کچھ گواہ ایسے تیار کریں جو اہلِ شام کے ...ں کہ حضرت علیؓ ہی حضرت عثمانؓ کے قتل کے ذمہ دار ہیں۔ ... تیار کر کے لے آئے اور انھوں نے لوگوں کے سامنے یہ ...نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔①

اس کے بعد حضرت علیؓ عراق سے اور حضرت مُعاویہؓ شام سے جنگ کی تیاریاں کر کے ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور صفین کے مقام پر جو فرات کے مغربی جانب الرقہ کے قریب واقع تھا، فریقین کا آمنا سامنا ہوا۔ حضرت مُعاویہؓ کا لشکر فرات کے پانی پر پہلے قابض ہو چکا تھا، انھوں نے لشکرِ مخالف کو اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ دی۔ پھر حضرت علیؓ کی فوج نے لڑکر ان کو وہاں سے بے دخل کر دیا اور حضرت علیؓ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ اپنی ضرورت بھر پانی لیتے رہو اور باقی سے لشکرِ مخالف کو فائدہ اٹھانے دو۔②

ذی الحجہ کے آغاز میں باقاعدہ جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت علیؓ نے حضرت مُعاویہؓ کے پاس اتمامِ حجت کے لیے ایک وفد بھیجا۔ مگر ان کا جواب یہ تھا کہ ''میرے پاس سے چلے جاؤ، میرے اور تمھارے درمیان تلوار کے سوا کچھ نہیں ہے۔''③

کچھ مدت تک جنگ جاری رہنے کے بعد جب محرم ۳۷ھ کے آخر تک لیے التوائے جنگ کا معاہدہ ہو گیا تو حضرت علیؓ نے پھر ایک وفد حضرت عدیؓ بن حاتم کی سرکردگی میں بھیجا جس نے حضرت مُعاویہؓ سے کہا کہ سب لوگ حضرت علیؓ پر جمع ہو

① الاستیعاب، ج ۲، ص ۵۸۹۔

② الطبری، ج ۳، ص ۵۶۸–۵۶۹۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۱۴۵–۱۴۶۔ ابن خلدون، تکملہ جلد ۲، ص ۱۷۰۔

③ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۱۴۶۔ ابن خلدون، تکملہ جلد دوم، ص ۱۷۰۔

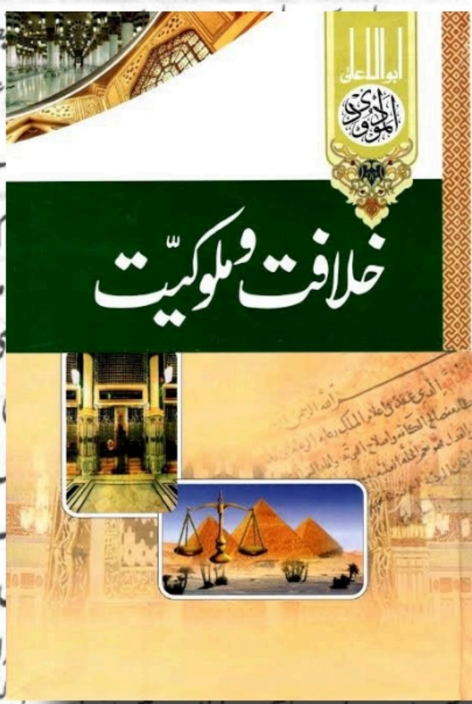
خلافت و ملوکیت کتاب

پوسٹ نمبر 17

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

زمانہ اسلام میں سب سے پہلے کسی کا سر کاٹ کر کسی کے سامنے جو لایا گیا وہ سیدنا عمارؓ کا سر سیدنا معاویہؓ کے پاس تھا (خلافت و ملوکیت صفہ 177)

شوق الزام میں مولانا بھول گئے سب سے پہلے جو سر کاٹ کر لایا گیا وہ جمل میں سیدنا زبیرؓ کا سر سیدنا علیؓ کے پاس تھا اور اسطرح سر کاٹ کر کسی کے سامنے لانے سے کسی پر کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا



...ضہ کرنے کے لیے مامور کیا تھا۔ اس شخص
...عباسؓ کے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کو پکڑ
...سے دیوانی ہو گئی۔ بنی کنانہ کی ایک عورت
...نے قتل کر دیا، اب ان بچّوں کو کس لیے
...مارے جاتے تھے۔ اے ابن ابی ارطاۃ!
...ی و برادر کشی کے بغیر قائم نہ ہو سکتی ہو اس
...ظالم شخص کو حضرت مُعاویہؓ نے ہمدان پر
...ؓ کے قبضے میں تھا۔ وہاں اس نے دوسری
...میں جو مسلمان عورتیں پکڑی گئی تھیں،
...اس کا قطعاً کوئی جواز نہیں۔ یہ ساری
...راب گورنروں اور سپہ سالاروں کو ظلم کی کھلی
چھوٹ ہے اور سیاسی معاملات میں شریعت کی کسی حد کے وہ پابند نہیں ہیں۔

سر کاٹ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے اور انتقام کے جوش میں لاشوں کی بے حرمتی کرنے کا وحشیانہ طریقہ بھی، جو جاہلیت میں رائج تھا اور جسے اسلام نے مٹا دیا تھا، اسی دور میں مسلمانوں کے اندر شروع ہوا۔

سب سے پہلا سر جو زمانۂ اسلام میں کاٹ کر لے جایا گیا وہ عمارؓ بن یاسر کا سر تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں صحیح سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے اور ابن سعد نے بھی طبقات میں اسے نقل کیا ہے کہ جنگِ صفّین میں حضرت عمارؓ کا سر کاٹ کر حضرت مُعاویہؓ کے پاس لایا گیا اور دو آدمی اس پر جھگڑ رہے تھے، ہر ایک کہتا تھا کہ عمار کو مَیں نے قتل کیا ہے۔ ③

① الاستیعاب، ج۱، ص ۶۵۔ الطبری ج۴، ص ۱۰۷، ابن الاثیر، ج۳، ص ۱۹۳۔ البدایہ، ج۸، ص ۹۰۔

② الاستیعاب، ج۱، ص ۶۵۔ ابنِ عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کی آپس کی جنگ میں گرفتار ہونے والی عورتیں لونڈیاں بنائی گئیں۔

③ مسند احمد، احادیث نمبر ۶۵۳۸-۶۹۲۹، دار المعارف مصر، ۱۹۵۲ء۔ طبقات ابن سعد، ج۳، ص ۲۵۳۔

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 18

مولانا مودودی سندوں سے فرار

مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ اصول حدیث و اسماء الرجال کو اگر تاریخی روایات پر لاگو کیا جائے تو ہماری تاریخ کا ایک بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا (خلافت و ملوکیت صفحہ 318)

ہم یہ کہتے ہیں چاہے تاریخ ہو یا حدیث اصول حدیث و اسماء الرجال ہر صورت لاگو ہوں گے خاص کر جب معاملہ صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیتؑ کا ہو کیونکہ سند ہی دین ہے

ایسا جھوٹا مواد اپنی کتابوں میں جمع کر دیا؟

حدیث اور تاریخ کا فرق

بعض حضرات تاریخی روایات کو جانچنے کے لیے اسماء الرجال کی کتابیں کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں فلاں راویوں کو ائمہ رجال نے مجروح قرار دیا ہے، اور فلاں راوی جس وقت کا واقعہ بیان کرتا ہے اس وقت تو وہ بچّہ تھا یا پیدا ہی نہیں ہوا تھا، اور فلاں راوی ایک روایت جس کے حوالے سے بیان کرتا ہے اس سے تو وہ ملا ہی نہیں۔ اسی طرح وہ تاریخی روایات پر تنقید حدیث کے اصول استعمال کرتے ہیں اور اس بنا پر ان کو رد کر دیتے ہیں کہ فلاں واقعہ سند کے بغیر نقل کیا گیا ہے، اور فلاں روایت کی سند میں انقطاع ہے۔ یہ باتیں کرتے وقت یہ لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ محدثین نے روایات کی جانچ پڑتال کے یہ طریقے دراصل احکامی احادیث کے لیے اختیار کیے ہیں، کیونکہ ان پر حرام وحلال، فرض وواجب اور مکروہ ومستحب جیسے اہم شرعی امور کا فیصلہ ہوتا ہے اور یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ دین میں کیا چیز سنّت ہے اور کیا چیز سنّت نہیں ہے۔ یہ شرائط اگر تاریخی واقعات کے معاملے میں لگائی جائیں، تو اسلامی تاریخ کے ادوارِ مابعد کا تو سوال ہی کیا ہے، قرنِ اول کی تاریخ کا بھی کم از کم $\frac{9}{10}$ حصّہ غیر معتبر قرار پا جائے گا، اور ہمارے مخالفین انھی شرائط کو سامنے رکھ کر ان تمام کارناموں کو ساقط الاعتبار قرار دے دیں گے جن پر ہم فخر کرتے ہیں، کیونکہ اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کی تنقید کے معیار پر ان کا بیشتر حصہ پورا نہیں اُترتا۔ حد یہ ہے کہ سیرت پاک بھی مکمل طور پر اس شرط کے ساتھ مرتّب نہیں کی جاسکتی کہ ہر روایت ثقات سے ثقات نے متصل سند کے ساتھ بیان کی ہو۔

خاص طور پر واقدی اور سیف بن عمر اور ان جیسے دوسرے راویوں کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال نقل کر کے بڑے زور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حدیث ہی نہیں، تاریخ میں بھی ان لوگوں کا کوئی بیان قابلِ قبول نہیں ہے۔ لیکن جن علماء کی

خلافت وملوکیت پوسٹ نمبر 19

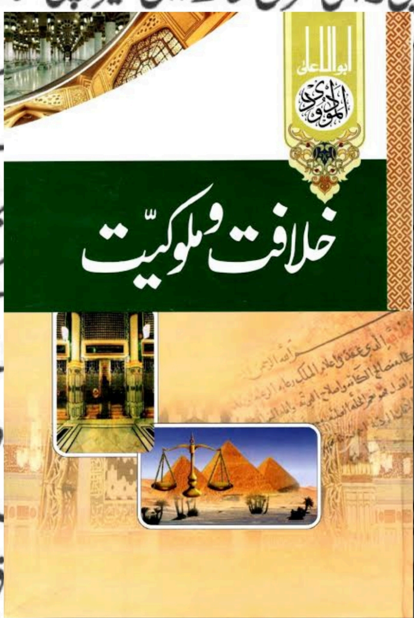
مولانا مودودی لکھتے ہیں:

واقدی, سیف بن عمر اور اِن جیسے دوسرے راوی ان کی روایات کو صرف آحادیث میں رد کیا گیا ہے جبکہ تاریخ میں انکی روایات کو محدثین نے نقل کیا ہے

تبصرہ: واقدی, سیف بن عمر اور ابو مخنف وغیرہ یہ سب کذاب راوی ہیں, آحادیث ہوں یا تاریخ سب میں یہ کذاب ہیں, روایات نقل کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ انہوں نے انکی روایات کو صحیح مان لیا ہے

خاص طور پر واقدی اور سیف بن عمر اور ان جیسے دوسرے راویوں کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال نقل کر کے بڑے زور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حدیث ہی نہیں، تاریخ میں بھی ان لوگوں کا کوئی بیان قابلِ قبول نہیں ہے۔ لیکن جن علماء کی

کتابوں سے ائمہ جرح وتعدیل کے یہ اقوال نقل کیے جاتے ہیں انھوں نے صرف حدیث کے معاملے میں ان لوگوں کی روایات کو رد کیا ہے۔ رہی تاریخ، مغازی اور سیر، تو انھی علماء نے اپنی کتابوں میں جہاں کہیں ان موضوعات پر کچھ لکھا ہے وہاں وہ بکثرت واقعات انھی لوگوں کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر حافظ ابن حجر کو دیکھیے جن کی ''تہذیب التہذیب'' سے ائمہ رجال کی یہ جرحیں نقل کی جاتی ہیں۔ وہ اپنی تاریخی تصنیفات ہی میں نہیں بلکہ اپنی شرحِ بخاری (فتح الباری) تک میں جب غزوات اور تاریخی واقعات کی تشریح کرتے ہیں تو اس میں جگہ جگہ واقدی اور سیف بن عمر اور ایسے ہی دوسرے مجروح راویوں کے بیانات بے تکلّف نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح حافظ ابن کثیر اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں خود ابو مخنف کی سخت مذمت
طبری کی تاریخ سے بکثرت وہ واقعات نقل بھی
لے سے بیان کیے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا
یشہ تاریخ اور حدیث کے درمیان واضح فرق ملحوظ
کے وہ ایک چیز پر تنقید کے وہ اصول استعمال نہیں
لیے وضع کیے گئے ہیں۔ یہ طرزِ عمل صرف محدثین
وایات کو قبول کرنے میں اَور بھی زیادہ سختی برتتے
طرف واقدی کو سخت کذاب کہتے ہیں اور دوسری
ق اس کی روایات سے استدلال بھی کرتے ہیں۔



خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 20

جب بات ہوئی سیدنا عثمانؓ اور سیدنا معاویہؓ متعلق جھوٹی تاریخی روایات کی تو مولانا مودودی نے صفحہ 318 پر کہا کہ انکے خلاف روایات کے لیے اسماء الرجال کی کتابیں کھولنے کی ضرورت نہیں ہے

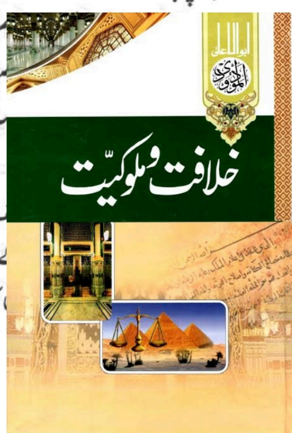
مگر پھر جیسے ہی ذکر ہوا کہ تاریخ میں تو سیدنا علیؓ کے خلاف بھی روایات موجود ہیں تو مولانا مودودی نے فوری یوٹرن لیتے ہوئے خود اسماء الرجال کی کتابیں کھول لیں اور کہا تاریخ سے ہم سیدنا علیؓ متعلق وہی روایات لیں گے جو صحیح سند سے ثابت ہوں گی خلافت و ملوکیت صفحہ 348

ایسا جھوٹا مواد اپنی کتابوں میں جمع کر دیا؟

حدیث اور تاریخ کا فرق

بعض حضرات تاریخی روایات کو جانچنے کے لیے اسماء الرجال کی کتابیں کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں فلاں راویوں کو ائمہ رجال نے مجروح قرار دیا ہے، اور فلاں راوی جس وقت کا واقعہ بیان کرتا ہے اس وقت تو وہ بچّہ تھا یا پیدا ہی نہیں ہوا تھا، اور فلاں راوی ایک روایت جس کے حوالے سے بیان کرتا ہے اس سے تو وہ ملا ہی نہیں۔ اسی طرح وہ تاریخی روایات پر تنقید حدیث کے اصول استعمال کرتے ہیں اور اس بنا پر ان کو رد کر دیتے ہیں کہ فلاں واقعہ سند کے بغیر نقل کیا گیا ہے، اور فلاں روایت کی سند میں انقطاع ہے۔ یہ باتیں کرتے وقت یہ لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ محدثین نے روایات کی جانچ پڑتال کے یہ طریقے دراصل احکامی احادیث کے لیے اختیار کیے ہیں، کیونکہ ان پر حرام وحلال، فرض و واجب اور مکروہ و مستحب جیسے اہم شرعی امور کا فیصلہ ہوتا ہے اور یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ دین میں کیا چیز سنّت ہے اور کیا چیز سنّت نہیں ہے۔ یہ شرائط اگر تاریخی واقعات کے معاملے میں لگائی جائیں، تو اسلامی تاریخ کے ادوارِ مابعد کا تو سوال ہی کیا ہے، قرنِ اوّل کی تاریخ کا بھی کم از کم ۹/۱۰ حصہ غیر معتبر قرار پا جائے گا، اور ہمارے مخالفین انھی شرائط کو سامنے رکھ کر ان تمام کارناموں کو ساقط ... فخر کرتے ہیں، کیونکہ اصولِ حدیث اور اسماء الرجال ... پورا نہیں اُترتا۔ حد یہ ہے کہ سیرتِ پاک بھی مکمل ... کی جاسکتی کہ ہر روایت ثقات سے ثقات نے متصل

... بن عمر اور ان جیسے دوسرے راویوں کے متعلق ائمہ ... بڑے زور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حدیث ... کا کوئی بیان قابلِ قبول نہیں ہے۔ لیکن جن علماء کی

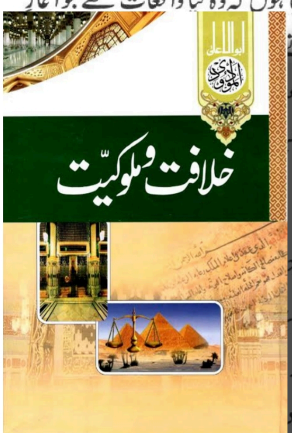


جو یہ بتاتی ہیں کہ انھوں نے ہر ایک کی خلافت آغاز ہی میں دل سے قبول فرمائی تھی۔ جب دونوں طرح کی روایات موجود ہیں اور سند کے ساتھ بیان ہوئی ہیں، تو آخر ہم اُن روایات کو کیوں نہ ترجیح دیں جو ان کے مجموعی طرزِ عمل سے مناسبت رکھتی ہیں، اور خواہ مخواہ وہی روایات کیوں قبول کریں جو اُس کی ضد نظر آتی ہیں۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کی شہادت سے لے کر خود اُن کی اپنی شہادت تک ایک ایک مرحلے پر ان کا جو رویہ رہا ہے اس کے ہر جز کا ایک صحیح محمل مَیں نے تلاش کیا اور ان کے اپنے بیانات میں، یا اس وقت کے حالات و واقعات میں وہ مجھے مل گیا، مگر صرف ایک مالک الاشتر اور محمد بن ابی بکر کو گورنری کا عہدہ دینے کا فعل ایسا تھا جس کو کسی تاویل سے بھی حق بجانب قرار دینے کی گنجائش مجھے نہ مل سکی۔ اسی بنا پر مَیں نے اس کی مدافعت سے اپنی معذوری ظاہر کر دی ہے۔

بعض حضرات بار بار یہ بحث چھیڑتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی طرح حضرت علیؓ نے بھی تو اپنے عہدِ خلافت میں اپنے اقرباء کو بڑے بڑے عہدے دیے تھے۔ لیکن وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ میری اس کتاب کا موضوع کیا ہے۔ مَیں اس کتاب میں تاریخ نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ اس سوال پر بحث کر رہا ہوں کہ وہ کیا واقعات تھے جو آغازِ فتنہ کا سبب بنے۔ ظاہر ہے کہ اس مسئلے پر کلام کر ... دَور ہی زیرِ بحث آئے گا نہ کہ حضرت علی رضی اللہ ع... جو کچھ بھی کیا اسے آغازِ فتنہ کے اسباب میں شمار نہیں ک...

خاتمہ کلام

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے مَیں معترض ح... ان کے نزدیک میرا استدلال اور وہ مواد جس پر یہ ا... نے اس استدلال سے اخذ کیے ہیں، سب کچھ غلط ... صرف نفی کر دینے سے کام نہیں چل سکتا۔ اُن کو خود...



خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 21

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

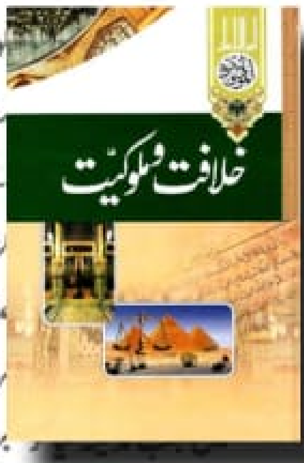
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ معاویہ ؓ کے چار افعال ایسے ہیں جو ان میں سے ایک کا ارتکاب بھی کرے تو اس کے حق میں مہلک ہوگا جیسے امت پہ تلوار سونت لینا, زبردستی حکومت پہ قبضہ, اپنے بیٹے کو جانشین بنانا, زیاد کو اپنے خاندان میں شامل کرنا

(خلافت و ملوکیت صفہ 166)

تبصرہ: یہ پرلے درجے کی جھوٹی روایت ہے اسکی کوئی صحیح سند دنیا میں موجود نہیں

سے ملنے آئے تو انھوں نے فرمایا: ''اے معاویہ! تمھیں حجر کو قتل کرتے ہوئے خدا کا ذرا خوف نہ ہوا۔'' حضرت معاویہ ؓ کے گورنرِ خراسان ربیع بن زیاد الحارثی نے جب یہ خبر سنی تو پکار اٹھے کہ ''خدایا! اگر تیرے علم میں میرے اندر کچھ خیر باقی ہے تو مجھے دنیا سے اٹھا لے۔''① حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: ''حضرت معاویہ ؓ کے چار افعال ایسے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کا ارتکاب بھی کرے تو وہ اس کے حق میں مہلک ہو۔ ایک، ان کا اس امت پر تلوار سونت لینا اور مشورے کے بغیر حکومت پر قبضہ کر لینا، درآں حالیکہ امت میں بقایائے صحابہ موجود تھے۔ دوسرے، ان کا اپنے بیٹے کو جانشین بنانا حالانکہ وہ شرابی اور نشہ باز تھا، ریشم پہنتا اور طنبورے بجاتا تھا۔ تیسرے، ان کا زیاد کو اپنے خاندان میں شامل کرنا، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف حکم موجود تھا کہ اولاد اس کی ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہو، اور زانی کے لیے کنکر پتھر ہیں۔② چوتھے، ان کا حجر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دینا۔''③

...وں کی آواز کو جبر و ظلم سے دبانے کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ مروان ...ری مدینہ کے زمانے میں حضرت مسور بن مخرمہ کو اس قصور میں ... نے اس کی ایک بات پر یہ کہہ دیا تھا کہ ''آپ نے یہ بری بات ... ن یوسف کو ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے خطبہ لمبا کرنے ... زیادہ تاخیر کرنے پر ٹوکا تو اس نے کہا: ''میرا ارادہ ہے کہ تمھاری ... ر میں ہیں اس پر ضرب لگاؤں۔''⑤ عبدالملک بن مروان ۷۵ھ ... بر رسولؐ پر کھڑے ہو کر اس نے اعلان کیا کہ:



① الاستیعاب، ج ۱، ص ۱۳۵۔ الطبری، ج ۴، ص ۲۰۸۔ ② اس معاملے کی تفصیل آگے آتی ہے۔

③ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۴۲۔ البدایہ، ج ۸، ص ۱۳۰۔

④ الاستیعاب، ج ۱، ص ۳۵۳۔

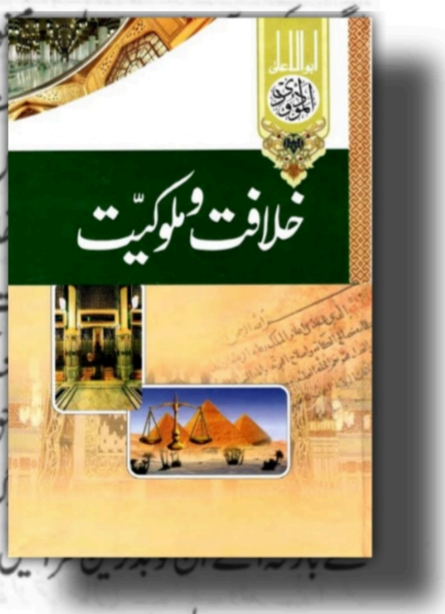
⑤ الاستیعاب، ج ۱، ص ۳۶۹۔ اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ ابن سعد نے طبقات میں نقل کیا ہے۔ ج ۴، ص ۱۸۴۔

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 22

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

حضرت معاویہؓ کے دور حکومت میں سیدنا علیؓ پر علانیہ لعنتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا

نوٹ: یہ سفید جھوٹ ہے نہ سیدنا معاویہؓ نے اپنے دور حکومت میں یہ کام کیے نہ کروائے اس جھوٹ کی کوئی صحیح سند دنیا میں موجود نہیں



...وظ تھی۔ خلفائے راشدین اس کی نہ صرف اجازت ...ت افزائی کرتے تھے۔ ان کے زمانے میں حق بات ...ں، تعریف و تحسین سے نوازے جاتے تھے، اور تنقید ...ا بلکہ ان کو معقول جواب دے کر مطمئن کرنے کی ...ت میں ضمیروں پر قفل چڑھا دیے گئے اور زبانیں بند کر ...نہ کھولو تو تعریف کے لیے کھولو، ورنہ چپ رہو، اور اگر ...حق گوئی سے باز نہیں رہ سکتے تو قید اور قتل اور کوڑوں کی ...ک بھی اس دور میں حق بولنے اور غلط کاریوں پر ٹوکنے ...ی دی گئیں تاکہ پوری قوم دہشت زدہ ہو جائے۔

اِس نئی پالیسی کی ابتدا حضرت مُعاویہؓ کے زمانے میں حضرت حجر بن عدی کے قتل (۵۱ھ) سے ہوئی جو ایک زاہد و عابد صحابی اور صلحائے امت میں ایک اونچے مرتبے کے شخص تھے۔ حضرت مُعاویہؓ کے زمانے میں جب منبروں پر خطبوں میں علانیہ حضرت علیؓ پر لعنت اور سب و شتم کا سلسلہ شروع ہوا تو عام مسلمانوں کے دل ہر جگہ ہی اس سے زخمی ہو رہے تھے، مگر لوگ خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو جاتے تھے۔ کوفہ میں حجر بن عدی سے صبر نہ ہو سکا اور انھوں نے جواب میں حضرت علیؓ کی تعریف اور حضرت مُعاویہؓ کی مذمت شروع کر دی۔ حضرت مغیرہؓ جب تک کوفہ کے گورنر رہے، وہ ان کے ساتھ رعایت برتتے رہے۔ ان کے بعد جب زیاد کی گورنری میں بصرہ کے ساتھ کوفہ بھی شامل ہو گیا تو اُس کے اور ان کے درمیان کشمکش برپا ہو گئی۔ وہ خطبے میں حضرت علیؓ کو گالیاں دیتا تھا اور یہ اٹھ کر اس کا جواب دینے لگتے تھے۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ انھوں نے نماز جمعہ میں تاخیر پر بھی ان کو ٹوکا۔ آخر کار اس نے انھیں اور ان کے بارہ ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے خلاف بہت سے لوگوں کی شہادتیں اس فردِ جرم پر لیں کہ ''انھوں نے ایک جتھا بنا لیا ہے، خلیفہ کو علانیہ گالیاں دیتے ہیں، امیر المومنین کے خلاف لڑنے کی دعوت دیتے ہیں، ان کا دعویٰ یہ ہے کہ خلافت آلِ ابی طالب کے سوا

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 23

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

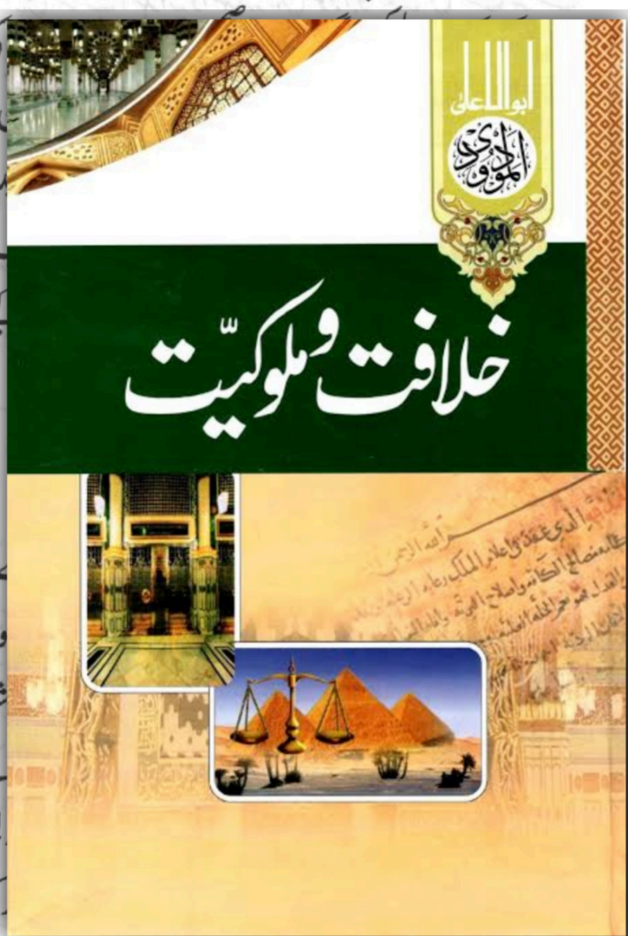
مورخین نے جو ضعیف, منقطع سندوں سے یا بلکل بے سند روایات اپنی کتب میں نقل کی ہیں انکو گپ کہ کر رد کر دینا ٹھیک نہیں

تبصرہ: اگر انکا رد نہ کریں تو کیا کریں؟ ایسی کوڑ کباڑ روایات کا ہار بنا کر گلے میں لٹکا لیں کیا؟

عبدالبر، ابن کثیر، ابن جریر، ابن اثیر، ابن حجر اور ان جیسے دوسرے ثقہ علماء نے اپنی کتابوں میں جو حالات مجروح راویوں سے نقل کیے ہیں انھیں رد کر دیا جائے، یا جو باتیں ضعیف یا منقطع سندوں سے لی ہیں، یا بلا سند بیان کی ہیں ان کے متعلق یہ رائے قائم کر لی جائے کہ وہ بالکل بے سروپا ہیں، محض گپ ہیں اور انھیں بس اٹھا کر پھینک ہی دینا چاہیے۔

آج کل یہ خیال بھی بڑے زور شور سے پیش کیا جا رہا ہے کہ ہمارے ہاں چونکہ تاریخ نویسی عباسیوں کے دور میں شروع ہوئی تھی، اور عباسیوں کو بنی امیہ سے جو دشمنی تھی وہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے، اس لیے جو تاریخیں اس زمانے میں لکھی گئیں وہ سب اس جھوٹے پروپیگنڈے سے بھر گئیں جو بنی عباس نے اپنے دشمنوں کے خلاف
... کی کیا توجیہ کی جاسکتی ہے کہ انھی
... ہوئے ہیں جنھیں یہ حضرات فخر
... دالعزیز کی بہترین سیرت کا بھی
... سے بڑھ کر یہ کہ انھی تاریخوں
... یے گئے ہیں؟ کیا یہ ساری خبریں

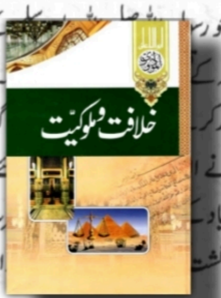
... پہلے میں یہ بات بھی واضح کر
... واصم من القواصم، امام ابن تیمیہؒ
... شریہ پر انحصار کیوں نہ کیا۔ میں
... ے حاشیہ خیال میں بھی کبھی نہیں
... لحاظ سے قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔
... کرنے کے بجائے براہِ راست



خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 24

مولانا مودودی لکھتے ہیں محمد بن ابی بکر کی لاش گدھے کی کھال میں ڈال کر جلا دی گئی تھی مولانا نے حوالہ دیا تاریخ طبری کا اور دجل یہ کیا کہ اسی روایت کے اوپر والی لائن میں لکھا تھا محمد بن ابی بکر کہتا ہے سیدنا عثمانؓ فاسق تھے میں نے اسے قتل کر دیا جب یہ بات محمد بن ابی بکر نے کہی تو معاویہ بن خدیجؓ نے محمد بن ابی بکر کو اڑا دیا اور اسکی لاش کو کھوتے کی کھال میں ڈال کر جلا دیا یعنی اگر یہ روایت انکے نزدیک صحیح ہے تو اس روایت کے مطابق محمد بن ابی بکر قتلِ عثمانؓ کا اعتراف کر رہا ہے تو پھر یہ کس منہ سے قاتل عثمانؓ محمد بن ابی بکر کو رحمہ اللہ کہتے ہیں؟

نوٹ: ہمارے نزدیک یہ روایت جعلی ہیں اس میں ابو مخنف کذاب مرکزی راوی ہے



اس کے بعد دوسرا سر عمرو بن الحمق کا تھا جو ر... صحابیوں میں سے تھے، مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ک... لیا تھا۔ زیاد کی ولایت عراق کے زمانے میں ان کو گرفتار کر... کر ایک غار میں چھپ گئے۔ وہاں ایک سانپ نے ا... تعاقب کرنے والے ان کی مُردہ لاش کا سر کاٹ کر زیاد... معاویہؓ کے پاس دمشق بھیج دیا۔ وہاں اسے برسرعام گشت... ان کی بیوی کی گود میں ڈال دیا گیا۔①

ایسا ہی وحشیانہ سلوک مصر میں محمد بن ابی بکر کے ساتھ کیا گیا جو وہاں حضرت علیؓ کے گورنر تھے۔ حضرت مُعاویہؓ کا جب مصر پر قبضہ ہوا تو انھیں گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا اور پھر ان کی لاش ایک مردہ گدھے کی کھال میں رکھ کر جلائی گئی۔②

اس کے بعد تو یہ ایک مستقل طریقہ ہی بن گیا کہ جن لوگوں کو سیاسی انتقام کی بنا پر قتل کیا جائے ان کے مرنے کے بعد ان کی لاشوں کو بھی معاف نہ کیا جائے۔ حضرت حُسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق لے جایا گیا، اور ان کی لاش پر گھوڑے دوڑا کر اسے روندا گیا۔③

حضرت نعمان بن بشیر، جو یزید کے زمانے تک بنی امیہ کے حامی رہے تھے، مَروان کے زمانے میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ساتھ دینے کی وجہ سے قتل کیے گئے

① طبقات ابن سعد، ج۶، ص ۲۵۔ الاستیعاب، ج۲، ص ۴۴۰۔ البدایہ، ج۸ ص ۴۸۔ تہذیب التہذیب ج۸، ص ۲۴۔

② الاستیعاب، ج۱، ص ۲۳۵۔ الطبری، ج۴، ص ۷۹۔ ابن الاثیر، ج۳، ص ۱۸۰۔ ابن خلدون تکملہ جلد دوم، ص ۱۸۲۔

③ الطبری، ج۴، ص ۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۶۔ ابن الاثیر، ج۳، ص ۲۹۶ تا ۲۹۸۔ البدایہ ج۸، ص ۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲۔

سیوں گا پھر اسے آگ میں جلاؤں گا۔ محمد نے جواب دیا اگر تم میرے ساتھ یہ سلوک کرو گے تو ہمیشہ سے اللہ کے دوستوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا آیا ہے اور مجھے امید ہے کہ جو آگ تو مجھ پر جلائے گا اللہ اسے میرے لیے ٹھنڈی کر دے گا اور اسے سلامتی کا ذریعہ بنا دے گا جیسا کہ اس نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اور اس آگ کو تجھ پر اور تیرے دوستوں پر اسی طرح دہکا دے گا جیسا کہ نمرود اور اس کے ساتھیوں پر دہکا دی تھی اللہ تجھے بھی آگ میں جلائے گا جس کا تو نے ابھی ذکر کیا تھا (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) اور تیرا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی آگ میں جلائے گا اور اسے بھی آگ میں جلائے گا اور اس سے اشارہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ تمہیں ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جو تم پر ہر وقت بھڑکتی رہے گی اور جب بھی وہ ہلکی ہوگی اللہ اسے اور بھڑکا دے گا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو میں تجھے عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل کر رہا ہوں۔

محمد نے جواب دیا تیرا عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تعلق۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ظلم پر عمل کیا اور قرآن کے حکم کو پس پشت ڈال دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾

''اور جو لوگ اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں''۔

ہم نے اسے اس جرم کی سزا دی اور اسے قتل کر دیا تو اور تجھ جیسے اشخاص جو اس کی تعریف کرتے ہیں تو اللہ نے چاہا تو وہ ہمیں اس کے قتل کے گناہ سے پاک رکھے گا اور تو اس کے گناہ میں اس کا شریک ہوگا اور تیرا انجام بھی اللہ وہی کرے گا۔

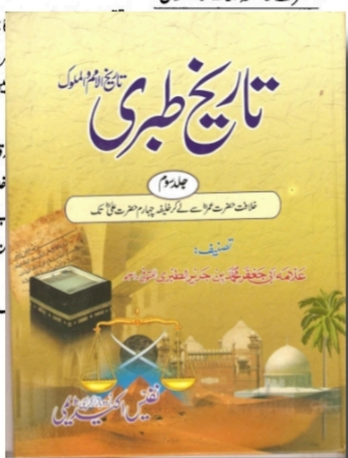
راوی کہتا ہے کہ اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اس نے آگے بڑھ کر محمد کو قتل کر دیا پھر اسے گدھے کی کھال میں لپیٹ کر آگ میں جلا دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا افسوس:

...بہت افسوس ہوا اس واقعہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے ...رت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی اولاد کو اپنے پاس رکھا اس طرح قاسم ...یں مدینہ کے سب سے بڑے عالم ہیں)۔

...قاسم بن عبدالرحمٰن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ چار ...خدیج رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے مسناۃ میں ان کا دشمن سے آمنا سامنا ہوا ...ب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی جنگ کرنے والا باقی نہ رہا تو وہ ...ن خدیج رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چل گیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے محمد کو جا کر گھیر لیا

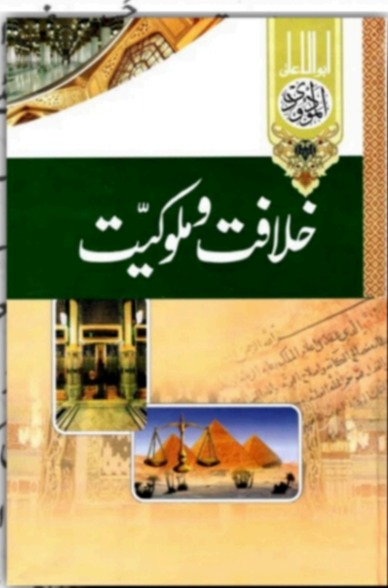
...اذرح شعبان میں اسی سال ہوئی۔



خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 25

سیدنا حسینؓ کی تین شرائط کا ثبوت خلافت و ملوکیت کتاب سے

تبصرہ: اب خلافت و ملوکیت کو سر پر اٹھانے والے بہانہ کریں گے کہ یہ شرائط صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں تو باقی جو کتاب میں سیدنا معاویہؓ و سیدنا عثمانؓ کے خلاف تاریخی کوڑ کباڑ لکھا ہوا ہے کیا وہ سب کچھ صحیح سندوں سے ثابت ہے؟



اللہ عنہ کی شہادت کا ہے۔ بلاشبہ وہ اہل عراق کی
نے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے اور یزید کی
۔ ہم اس سوال سے تھوڑی دیر کے لیے قطع نظر کیے
سے حضرت حُسینؓ کا یہ خروج جائز تھا یا نہیں۔ ①
حد صحابہ و تابعین میں سے کسی ایک شخص کا بھی یہ قول
تھا اور وہ ایک فعل حرام کا ارتکاب کرنے جا رہے
کو نکلنے سے روکا تھا وہ اس بنا پر تھا کہ تدبیر کے لحاظ
اس معاملے میں یزید کی حکومت کا نقطۂ نظر ہی صحیح
ہے کہ وہ کوئی فوج لے کر نہیں جا رہے تھے، بلکہ ان کے ساتھ ان کے بال بچّے تھے، اور صرف ۳۲ سوار اور ۴۰ پیادے۔ اسے کوئی شخص بھی فوجی چڑھائی نہیں کہہ سکتا۔ ان کے مقابلے میں عمر بن سعد بن ابی وقاص کے تحت جو فوج کوفہ سے بھیجی گئی تھی اس کی تعداد ۴ ہزار تھی۔ کوئی ضرورت نہ تھی کہ اتنی بڑی فوج اس چھوٹی سی جمعیت سے جنگ ہی کرتی اور وہ اسے قتل کر ڈالتی۔ وہ اسے محصور کر کے بآسانی گرفتار کر سکتی تھی۔ پھر حضرت حُسینؓ نے آخر وقت میں جو کچھ کہا تھا وہ یہ تھا کہ یا تو مجھے واپس جانے دو، یا کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو، یا مجھ کو یزید کے پاس لے چلو۔ لیکن ان میں سے کوئی بات بھی نہ مانی گئی اور اصرار کیا گیا کہ آپ کو عبیداللہ بن زیاد (کوفہ کے گورنر) ہی کے پاس چلنا ہوگا۔ حضرت حُسینؓ اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہ تھے، کیونکہ مسلم بن عقیل کے ساتھ جو کچھ وہ کر چکا تھا وہ انھیں معلوم تھا۔ آخر کار ان سے جنگ کی گئی۔ جب ان کے سارے ساتھی شہید ہو چکے تھے اور وہ میدانِ جنگ میں تنہا رہ گئے تھے، اس وقت بھی ان پر حملہ کرنا ہی ضروری سمجھا گیا، اور جب وہ زخمی ہو کر گر پڑے تھے اس وقت ان کو ذبح کیا گیا۔ پھر ان کے

① اس کے متعلق مَیں اپنا نقطۂ نظر اپنے رسالہ ''شہادتِ حسینؓ'' میں واضح کر چکا ہوں۔ نیز آگے اس کتاب کے باب ہشتم میں بھی اس مسئلے کی وضاحت ملے گی۔

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 26

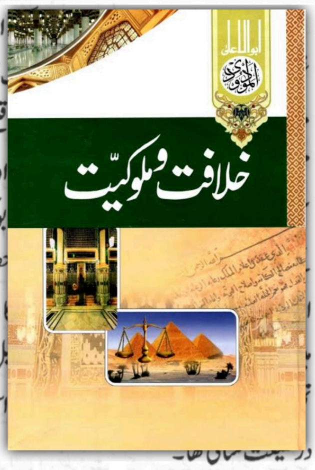
سیدنا عثمانؓ متعلق مولانا مودودی کا جھوٹا پروپیگنڈہ

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

سیدنا عمرؓ کو آخری وقت میں اپنے امکانی جانشینوں متعلق خطرہ محسوس ہوا تھا کہ اگر میں اِنکو اپنا جانشین مقرر کر دوں تو وہ بنو امیہ کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دیں گے خدا کی قسم! اگر میں نے عثمانؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا تو عثمانؓ یہی کریں گے اور لوگ سورش برپا کر کے انکو قتل کر دیں گے (خلافت و ملوکیت صفہ 98/99)

نوٹ: سیدنا عمرؓ نے سیدنا عثمانؓ کے خلاف ایسا کچھ نہیں کہا سفید جھوٹ ہے اسکی کوئی صحیح سند دنیا میں موجود نہیں

اور ان کے بعد حضرت عمرؓ نے بے لاگ اور
قبائل، بلکہ غیر عرب نومسلموں کے ساتھ بھی
قبیلے کے ساتھ امتیازی سلوک کرنے سے قطعی
اور مسلمانوں میں وہ بین الاقوامی روح ابھر
بوبکرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اپنے قبیلے
حضرت عمرؓ نے اپنے پورے دورِ حکومت میں
نام نعمان بن عدی تھا، بصرے کے قریب
ل دار مقرر کیا اور اس عہدے سے بھی ان کو
اس لحاظ سے ان دونوں خلفاء کا طرزِ عمل



حضرت عمرؓ کو اپنے آخر زمانے میں اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں ان کے بعد عرب کی قبائلی عصبیتیں (جو اسلامی تحریک کے زبردست انقلابی اثر کے باوجود ابھی بالکل ختم نہیں ہوگئی تھیں) پھر نہ جاگ اٹھیں اور ان کے نتیجے میں اسلام کے اندر فتنے

① حضرت نعمان بن عدی رضی اللہ عنہ ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے۔ ان کا اسلام خود حضرت عمرؓ سے بھی قدیم تھا۔ ہجرتِ حبشہ کے موقع پر جو لوگ مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے گئے تھے، ان میں یہ اور ان کے والد حضرت عدیؓ شامل تھے۔ حضرت عمرؓ نے جب ان کو میسان کا تحصیل دار مقرر کر کے بھیجا تو ان کی بیوی ان کے ساتھ نہ گئیں۔ وہاں انھوں نے اپنی بیوی کے فراق میں کچھ اشعار کہے جن میں شراب کا صرف مضمون باندھا گیا تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے انھیں معزول کر دیا اور فیصلہ کیا کہ آئندہ انھیں کوئی عہدہ نہ دیا جائے گا۔ (ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج۱، ص ۲۹۶ - دائرۃ المعارف، حیدر آباد، ۱۳۳۶ھ۔ معجم البلدان، یاقوت حموی، ج ۵، ص ۲۴۲ - ۲۴۳، دارِ صادر، بیروت، ۱۹۵۷ء) ایک اور صاحب حضرت قدامہ بن مظعون کو جو حضرت عمرؓ کے بہنوئی تھے، انھوں نے بحرین کا عامل مقرر کیا تھا۔ یہ مہاجرینِ حبشہ اور اصحابِ بدر میں سے تھے۔ مگر جب ان کے خلاف شراب نوشی کی شہادت قائم ہوئی تو حضرت عمرؓ نے ان کو معزول کر دیا اور ان پر حد جاری کی۔ (الاستیعاب، ج ۲، ص ۵۳۴۔ الاصابہ لابن حجر، ج ۳، ص ۲۱۹ - ۲۲۰)

برپا ہوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اپنے امکانی جانشینوں کے متعلق کہا: ''اگر مَیں ان کو اپنا جانشین تجویز کروں تو وہ بنی ابی معیط (بنی امیہ) کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں گے اور وہ لوگوں میں اللہ کی نافرمانیاں کریں گے۔ خدا کی قسم! اگر مَیں نے ایسا کیا تو عثمانؓ یہی کریں گے، اور اگر عثمانؓ نے یہ کیا تو وہ لوگ ضرور معصیتوں کا ارتکاب کریں گے اور عوام شورش برپا کر کے عثمانؓ کو قتل کر دیں گے۔ ①'' اسی چیز کا خیال ان کو اپنی وفات کے وقت بھی تھا۔ چنانچہ آخری وقت میں انھوں نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو بلا کر ہر ایک سے کہا کہ ''اگر میرے بعد تم خلیفہ ہو تو اپنے قبیلے کے لوگوں کو عوام کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔''② مزید برآں چھ آدمیوں کی انتخابی شوریٰ کے لیے انھوں نے جو ہدایات چھوڑیں ان میں دوسری باتوں کے ساتھ ایک بات یہ بھی شامل تھی کہ منتخب خلیفہ اس امر کا پابند رہے کہ وہ اپنے قبیلے کے ساتھ کوئی امتیازی برتاؤ نہ کرے گا۔③ مگر بدقسمتی سے خلیفۂ ثالث حضرت عثمانؓ اس معاملے میں

① ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج ۲، ص ۴۶۷ - ازالۃ الخفا، شاہ ولی اللہ صاحب، مقصد اوّل ص ۳۴۲، طبع بریلی۔ بعض لوگ اس جگہ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ کیا حضرت عمرؓ کو الہام ہوا تھا جس کی بنا پر انھوں نے قسم کھا کر وہ بات کہی جو بعد میں جوں کی توں پیش آگئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک صاحب بصیرت آدمی بسا اوقات حالات کو دیکھ کر جب انھیں منطقی طریقے سے ترتیب دیتا ہے تو اسے آئندہ رونما ہونے والے نتائج دو اور دو چار کی طرح نظر آنے لگتے ہیں اور وہ الہام کے بغیر اپنی بصیرت ہی کی بنا پر ایک صحیح پیشین گوئی کر سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ یہ جانتے تھے کہ عرب میں قبائلی عصبیت کے جراثیم کتنے گہرے اترے ہوئے ہیں اور انھیں یہ بھی معلوم تھا کہ ۲۵-۳۰ سال کی تبلیغِ اسلام نے ابھی ان جراثیم کا پوری طرح قلع قمع نہیں کیا ہے۔ اس بنا پر وہ یقین رکھتے تھے کہ اگر ان کی اور حضرت ابوبکرؓ کی پالیسی میں ذرّہ برابر بھی تغیر کیا گیا اور ان کے جانشین نے اپنے قبیلے کے آدمیوں کو بڑے بڑے عہدے دینے شروع کر دیے تو قبائلی عصبیتیں پھر کسی کے دبائے نہ دب سکیں گی اور لازماً خونی انقلابات پر منتج ہوں گی۔

② الطبری، ج ۳، ص ۲۶۴۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۳ - ۳۴۴۔

③ فتح الباری، ج ۷، ص ۴۹ - ۵۰۔ الریاض النَّضِرَہ فی مناقب العشرہ لمحب الدین الطبری، ج ۲، ص ۷۶، مطبعہ حسینیہ مصر، ۱۳۲۷ھ۔ ابن خلدون، تکملہ جلد دوم، ص ۱۲۵، المطبعۃ الکبریٰ، مصر ۱۲۸۴ھ۔ (اس روایت کو شاہ ولی صاحب نے بھی ازالۃ الخفاء میں نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مقصد اول ص ۳۴۴)

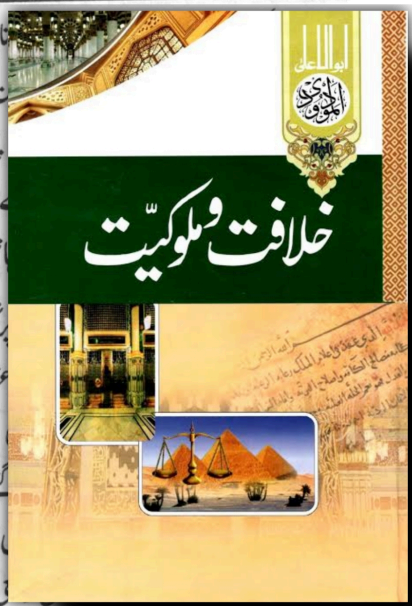
خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 27

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

سیدنا عثمانؓ نے خراسان سے شمالی افریقہ تک کے سارے علاقے پر ایک ہی خاندان کے گورنر لگا دیئے تھے

(خلافت و ملوکیت 108/109)

تبصرہ: سفید جھوٹ ہے سیدنا عثمانؓ نے ان تمام علاقوں پر اپنے ہی خاندان کے بندے لگائے ایسا کچھ ثابت نہیں بلکہ دو چار جو اپنے خاندان کے بندے لگائے تھے وہ رشتہ داری کی وجہ سے نہیں انکی قابلیت دیکھ کر لگائے تھے جنھوں نے پھر ہر فیلڈ میں اچھا کام کیا جسکا اعتراف مولانا مودودی کو بھی ہے باقی ہر جگہ اپنے ہی خاندان کے بندے بٹھا دیئے تھے یہ سب مولانا مودودی کا سیدنا عثمانؓ کیخلاف جھوٹا پروپیگنڈہ ہے



...نا عمر فاروقؓ کے زمانے میں صرف دمشق کی ...ن کی گورنری میں دمشق، حمص، فلسطین، اردن ...چچا زاد بھائی مَروان بن الحکم کو انھوں نے اپنا ...ے پورے درو بست پر اس کا اثر ونفوذ قائم ہو ...اتھ میں سارے اختیارات جمع ہو گئے۔

...ر نہیں، اکابر صحابہؓ تک پر کچھ اچھا نہ تھا اور نہ ...عقبہ کوفے کی گورنری کا پروانہ لے کر حضرت ...نے فرمایا: ''معلوم نہیں ہمارے بعد تُو زیادہ ...گئے ہیں۔'' اس نے جواب دیا: ''ابو اسحاق! ...اس کے مزے لوٹتا ہے تو شام کوئی اور۔'' ...تم لوگ اسے بادشاہی بنا کر چھوڑو گے۔'' قریب قریب ایسے ہی خیالات حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے بھی ظاہر فرمائے۔ ②

اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ اپنے خاندان کے جن لوگوں کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حکومت کے یہ مناصب دیے، انھوں نے اعلیٰ درجے کی انتظامی اور جنگی قابلیتوں کا ثبوت دیا، اور ان کے ہاتھوں بہت سی فتوحات ہوئیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ قابلیت صرف انھی لوگوں میں نہ تھی۔ دوسرے لوگ بھی بہترین قابلیتوں کے مالک موجود تھے اور ان سے زیادہ خدمات انجام دے چکے تھے۔ محض قابلیت اس بات کے لیے کافی دلیل نہ تھی کہ خراسان سے لے کر شمالی افریقہ تک کا پورا علاقہ ایک ہی خاندان

کے گورنروں کی ماتحتی میں دے دیا جاتا اور مرکزی سکرٹریٹ پر بھی اسی خاندان کا آدمی مامور کر دیا جاتا۔ یہ بات اوّل تو بجائے خود قابل اعتراض تھی کہ مملکت کا رئیسِ اعلیٰ جس خاندان کا ہو، مملکت کے تمام اہم عہدے بھی اسی خاندان کے لوگوں کو دے دیے جائیں۔ مگر اس کے علاوہ چند اسباب اور بھی تھے جن کی وجہ سے اس صورتِ حال نے اور زیادہ بے چینی پیدا کر دی:

جھوٹی روایت

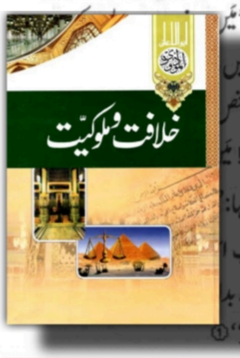
خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 28

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"سیدنا عمرؓ کے سامنے ایک شخص نے شکایت کی کہ عمرو بن العاصؓ نے اسے ناجائز کوڑے لگوائے تھے, سیدنا عمرؓ نے کہا تم بھی انکو کوڑے لگاؤ اسکے بعد عمرو بن العاصؓ نے ایک کوڑے کے بدلے دو اشرفی دے کر اپنی جان چھڑوائی (خلافت و ملوکیت صفہ 95)"

تبصرہ:

دنیا کی کسی کتاب میں اس تاریخی کوڑ کباڑ کی کوئی صحیح سند موجود نہیں ہے اور جس کتاب کا مولانا مودودی نے حاشیہ میں حوالہ دیا اسکا اسکین و سند آپکے سامنے ہے, سند میں عطاء بن ابی رباح ہیں جو پیدا ہوئے 27 ہجری کو اور سیدنا عمرؓ شہید ہوئے 24 ہجری کو, درمیان میں تین سال کا فرق ہے روایت منقطع و ضعیف ہے



ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے برسرِ عام اعلان کیا کہ "مَیں
لیے نہیں بھیجا کہ وہ تم لوگوں کو پیٹیں اور تمھارے مال چھینیں
تمھیں تمھارا دین اور تمھارے نبی کا طریقہ سکھائیں۔ جس شخص
عمل کیا گیا ہو وہ میرے پاس شکایت لائے، خدا کی قسم! مَیں
اس پر حضرت عمرو بن العاص (مصر کے گورنر) نے اٹھ کر کہا:
والی ہو اور تادیب کی غرض سے کسی کو مارے تو کیا آپ
حضرت عمرؓ نے جواب دیا: "ہاں خدا کی قسم! مَیں اس سے بد
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات سے بدلہ دیتے دیکھا ہے۔"①

ایک اور موقع پر حضرت عمرؓ نے اپنے تمام گورنروں کو حج میں طلب کیا اور مجمعِ عام میں کھڑے ہو کر کہا کہ ان لوگوں کے خلاف جس شخص کو کسی ظلم کی شکایت ہو وہ پیش کرے۔ پورے مجمع میں سے صرف ایک شخص اٹھا اور اس نے حضرت عمرو بن العاص کی شکایت کی کہ انھوں نے ناروا طور پر مجھے سو کوڑے لگوائے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اٹھو اور ان سے اپنا بدلہ لے لو۔ عمروؓ بن العاص نے احتجاج کیا کہ آپ گورنروں پر یہ دروازہ نہ کھولیں۔ مگر انھوں نے کہا کہ "مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے آپ سے بدلہ دیتے دیکھا ہے، اَے شخص اٹھ اور اپنا بدلہ لے لے۔" آخر کار عمروؓ بن العاص کو ہر کوڑے کے بدلے دو اشرفیاں دے کر اپنی پیٹھ بچانی پڑی۔②

۵۔ قانون کی بالاتری

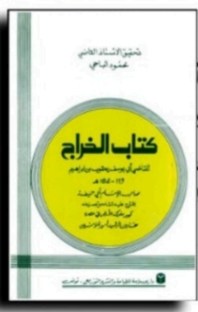
یہ خلفاء اپنی ذات کو بھی قانون سے بالاتر نہیں رکھتے تھے بلکہ قانون کی نگاہ میں اپنے آپ کو اور مملکت کے ایک عام شہری (مسلمان ہو یا ذِمی) کو مساوی قرار دیتے

① ابو یوسف، کتاب الخراج، ص ۱۱۵۔ مسند ابوداؤد الطیالسی، حدیث نمبر ۵۵۔ ابن الاثیر ج ۳، ص ۳۰۔ الطبری، ج ۳، ص ۲۷۳۔
② ابو یوسف، کتاب الخراج، ص ۱۱۶۔

قال وحدّثنا مسعر بن كدام عن القاسم قال : كان عمر إذا بعث عماله قال : إني لم أبعثكم جبابرة ولكن بعثتكم أئمة، فلا تضربوا المسلمين فتذلوهم، ولا تحمدوهم فتفتنوهم، ولا تمنعوهم فتظلموهم، وأدرّا لقحة المسلمين.

قال : وحدّثني بعض المشيخة عن عمرو بن ميمون قال : خطب عمر بن الخطاب الناس فقال : إني والله ما أبعث إليكم عمالي ليضربوا أبشاركم، ولا ليأخذوا من أموالكم، ولكني أبعثهم إليكم ليعلموكم دينكم وسنة نبيكم. فمن فعل به سوى ذلك فليرفعه إليّ، فوالذي نفسي بيده لأقصنه منه. فوثب عمرو بن العاص فقال : يا أمير المؤمنين أرأيت إن كان رجل من المسلمين واليًا على رعية فأدّب بعضهم إنك لتقصه منه ؟ فقال : إي والذي نفسي بيده لأقصنه منه، وقد رأيت رسول الله ﷺ يقص من نفسه، ألا لا تضربوا المسلمين فتذلوهم، ولا تمنعوهم حقوقهم فتكفروهم، ولا تنزلوا بهم الغياض فتضيعوهم.

قال : وحدّثني عبد الملك بن أبي سليمان عن عطاء قال : كتب عمر رضي الله عنه إلى عماله أن يوافوه فوافوه، فقام فقال : يا أيها الناس إني بعثت عمالي هؤلاء ولاة بالحق عليكم ولم أستعملهم ليصيبوا من أبشاركم ولا من دمائكم ولا من أموالكم فمن كانت له مظلمة عند أحد منهم فليقم. قال : فما قام من الناس يومئذ إلا رجل واحد فقال : يا أمير المؤمنين، عاملك، ضربني مائة سوط فقال عمر : أتضربه مائة سوط ؟ قم فاستقد منه : فقام إليه عمرو بن العاص فقال له : يا أمير المؤمنين إنك إن تفتح هذا على عمالك كبر عليهم وكانت سنّة يأخذ بها من بعدك. فقال عمر : ألا أقيده منه وقد رأيت رسول الله ﷺ يقيد من نفسه ؟ قم فاستقد. فقال عمرو : دعنا إذا فلنرضه. قال فقال : دونكم. قال : فأرضوه بأن اشتريت منه بمائتي دينار، كل سوط بدينارين.



قال أبو يوسف : وحدّثني عبد الله بن الوليد عن عاصم بن
خزيمة بن ثابت قال : كان عمر رضي الله عنه إذا استعمل رجلا
وغيرهم، واشترط عليه أربعًا : أن لا يركب برذونًا، ولا يلبس ثوبًا
يغلق بابا دون حوائج الناس، ولا يتخذ حاجبًا. قال : فبينما هو يمشي
هتف به رجل : يا عمر أترى هذه الشروط تنجيك من الله تعالى وعا

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 29

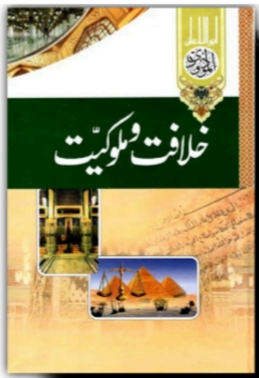
مولانا مودودی لکھتے ہیں سیدنا عثمانؓ کی اہلیہ نے سیدنا عثمانؓ سے کہا مروان آپکو قتل کروا دے گا اسکے اندر اللہ کا خوف نہیں (خلافت و ملوکیت صفہ 116)

تبصرہ:

جن دو کتب کے حوالے دیئے مولانا مودودی نے, دونوں میں واقدی کذاب راوی موجود ہے

تعلقات کو خراب کرنے کی مسلسل کوشش کرتے رہے تاکہ خلیفۂ برحق اپنے پرانے رفیقوں کے بجائے ان کو اپنا زیادہ خیر خواہ اور حامی سمجھنے لگیں۔ ① یہی نہیں بلکہ متعدد مرتبہ انھوں نے صحابہ کے مجمع میں ایسی تہدید آمیز تقریریں کیں جنھیں طلقاء کی زبان سے سننا سابقینِ اوّلین کے لیے بمشکل ہی قابل برداشت ہوسکتا تھا۔ اسی بنا پر دوسرے لوگ تو درکنار، خود حضرت عثمانؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ بھی یہ رائے رکھتی تھیں کہ حضرت عثمانؓ کے لیے مشکلات پیدا کرنے کی بہت بڑی ذمہ داری مَروان پر عائد ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ انھوں نے اپنے شوہر محترم سے صاف صاف کہا کہ "اگر آپ مَروان کے کہے پر چلیں گے تو یہ آپ کو قتل کرا کے چھوڑے گا، اس شخص کے اندر نہ اللہ کی قدر ہے، نہ ہیبت نہ محبّت۔" ②

دوسرا مرحلہ



حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کا یہ پہلو
غلط ہے، خواہ وہ کسی نے کیا ہو۔ اس کو خواہ مخواہ کی
کوشش کرنا نہ عقل و انصاف کا تقاضا ہے اور نہ د
غلطی کو غلطی نہ مانا جائے۔

مگر واقعہ یہ ہے کہ اس ایک پہلو کو چھوڑ کر
بحیثیت خلیفہ ایک مثالی کردار تھا جس پر اعتراض ک
ان کی خلافت میں بحیثیتِ مجموعی خیر اس قدر غالب
کام ان کے عہد میں ہو رہا تھا کہ ان کی پالیسی کے
کے باوجود عام مسلمان پوری مملکت میں کسی جگہ بھی
دل میں لانے کے لیے تیار نہ تھے۔ ایک مرتبہ بصرے میں ان کے گورنر سعید بن

① طبقات ابن سعد، ج،ص ٣٦۔ البدایہ والنہایہ، ج ٨،ص ٢٥٩۔

② الطبری، ج ٣،ص ٣٩٦-٣٩٧۔ البدایہ والنہایہ، ج ٧،ص ١٧٢-١٧٣۔



وتردّ مَن قِبَلك عن إمامه
عُديس : أفعلُ إن شاء الله
قال محمّد بن عمر : ف
لما رجع علىّ عليه السلام إلى
٢٩٧٢/١ وكلّمه علىّ كلاماً فى نفسه
قال : ثمّ خرج إلى بيته ،
الغد جاءه مَرْوان ، فقال له
وأنّ ما بلغهم عن إمامهم ك
يتحلّب الناس عليك(١) من
فأبى عثمان أن يخرج . قال
المنبر ، فحمد الله وأثنى عليه
مصر كان بلغهم عن إمامهم
إلى بلادهم . قال : فناداه
يا عثمان ؛ فإنك قد ركبت نهابير(٢) وركبناها معك؛ فتب إلى الله نتب . قال : فناداه عثمان ؛ وإنك هناك يا بن النابغة ! قملَتْ والله جُبّتك منذ تركتُك من العمل . قال : فنودى من ناحية أخرى: تب إلى الله وأظهر التوبة يكفّ الناس عنك . قال : فرفع عثمان يديه مدّاً واستقبل القبلة ، فقال : اللهمّ إنى أوّل تائب تاب إليك . ورجع إلى منزله ، وخرج عمرو بن العاص حتى نزل منزله بفلسطين ، فكان يقول : والله إن كنت لألقى الراعىَ فأحرّضه عليه .

قال محمد بن عمر : فحدّثنى علىّ بن عمر ، عن أبيه ، قال : ثمّ إن عليّاً جاء عثمان بعد انصراف المصريين ، فقال له : تكلم كلاماً يسمعه الناس
٢٩٧٣/١ منك ويشهدون عليه(٣) ، ويشهد الله على ما فى قلبك من النزوع والإنابة ؛

(١) ف : « عنك » . (٢) النهابير : المهالك .

(٣) ابن كثير وابن الأثير والنويرى : « عليك » .

وأتوب إليك ، اللهم إنى أول تائب مما كان منى ، وأرسل عينيه بالبكاء فبكى المسلمون أجمعون ، وحصل للناس رقة شديدة على إمامهم ، وأشهد عثمان الناس على نفسه بذلك ، وأنه قد لزم ما كان عليه الشيخان ، أبو بكر وعمر رضى الله عنهما ، وأنه قد سبل بابه لمن أراد الدخول عليه ، لايمنع أحد من ذلك ، ونزل فصلى بالناس ثم دخل منزله وجعل من أراد الدخول على أمير المؤمنين لحاجة أومسألة أو سؤال ، لايمنع أحد من ذلك مدة . قال الواقدى : فحدثنى على بن عمر عن أبيه قال : ثم إن علياً جاء عثمان بعد انصراف المصريين فقال له : تكلم كلاما تسمعه الناس منك ويشهدون عليك ، ويشهد الله على مافى قلبك من النزوع والانابة ، فان البلاد قد تمخضت عليك ، ولا آمن ركبا آخرين يقدمون من قبل الكوفة ، فتقول ياعلى اركب إليهم ، و يقدم آخرون من البصرة فتقول ياعلى اركب إليهم ، فان لم أفعل قطعت رحمك واستخففت بحقك . قال : فخرج عثمان فخطب الخطبة التى نزع فيها ، وأعلم الناس من نفسه التوبة ، فقام فحمد الله وأثنى عليه بما هو أهله ، ثم قال: أما بعد، أيها الناس ، فوالله ماعاب من
ولقد سمعت رسول الله (ص)
إن من تمادى فى الجور
فتلى نزع وتاب ، فاذا نزل
شكر ، وماعن الله مذهب
يا أمير المؤمنين ! الله الله فى
من أكابر الناس ، وجاء
عثمان - نائلة بنت الفرافصة
قال مقالة لاينبغى النزوع
نوضأ . فقالت له : دع ذكر
المؤمنين أتكلم أم أصمت
مقالتك هذه كانت وأنت
حين جاوز الحزام الطبيين
خطيئة يستغفر منها ، خير
وقد اجتمع إليك على الباب
أستحى أن أكلمهم ، قال



IMPORTANT

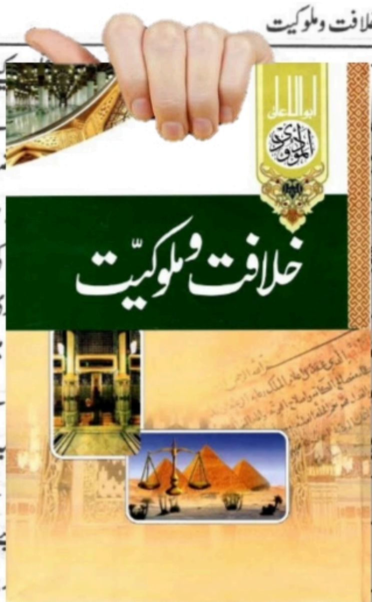
خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 30

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

جنہوں نے تاریخی روایات نقل کی ہیں انہوں نے اسے کانٹ چھانٹ کر لیا ہے اس لیے یہ کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ ابن سعد, ابن عبدالبر, ابن کثیر, ابن جریر, ابن اثیر, ابن حجر وغیرہ نے جو روایات مجروح راویوں سے نقل کی ہیں انکو رد کر دیا جائے, یا وہ روایات جو بغیر سند کے ہوں, ضعیف ہوں یا منقطع سندوں سے ہوں انکو گپ کہ کر رد دیا جائے

تبصرہ: جو صحیح سندوں کا چورن بھی بیچتے ہیں اور خلافت و ملوکیت کتاب کو بھی سر پر اٹھائے پھرتے ہیں وہ اب جواب دیں کیا بے سند, ضعیف, منقطع اور مجروح راویوں سے آنے والی تاریخی روایات صحابہ کرام کے خلاف دلیل بن سکتی ہیں؟

کیے جاتے ہیں انھوں نے صرف
ہے۔ رہی تاریخ، مغازی اور سیر،
موعات پر کچھ لکھا
ہیں۔ مثال کے طور پر حافظ ابن
کی یہ جرحیں نقل کی جاتی ہیں۔ وہ
ی (فتح الباری) تک میں جب
میں جگہ جگہ واقدی اور سیف بن
بے تکلف نقل کرتے چلے جاتے
یہ میں خود ابومخنف کی سخت مذمت
سے بکثرت وہ واقعات نقل بھی
ے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا
یث کے درمیان واضح فرق ملحوظ



رکھا ہے اور ان دونوں کو خلط ملط کر کے وہ ایک چیز پر تنقید کے وہ اصول استعمال نہیں کرتے جو درحقیقت دوسری چیز کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ یہ طرزِ عمل صرف محدثین ہی کا نہیں، اکابر فقہاء تک کا ہے جو روایات کو قبول کرنے میں اَور بھی زیادہ سختی برتتے ہیں۔ مثال کے طور پر امام شافعیؒ ایک طرف واقدی کو سخت کذاب کہتے ہیں اور دوسری طرف کتاب الام میں غزوات کے متعلق اس کی روایات سے استدلال بھی کرتے ہیں۔

اس کے یہ معنی بھی نہیں ہیں کہ یہ لوگ ان مجروح راویوں کے تمام بیانات کو آنکھیں بند کر کے قبول کرتے چلے گئے ہیں۔ دراصل انھوں نے نہ ان لوگوں کے تمام بیانات کو رد کیا ہے اور نہ سب کو قبول کیا ہے۔ وہ ان میں سے چھانٹ چھانٹ کر صرف وہ چیزیں لیتے ہیں جو ان کے نزدیک نقل کرنے کے قابل ہوتی ہیں، جن کی تائید میں بہت سا دوسرا تاریخی مواد بھی ان کے سامنے ہوتا ہے، اور جن میں سلسلۂ واقعات کے ساتھ مناسبت بھی پائی جاتی ہے۔ اس لیے کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ ابن سعد، ابن

عبدالبر، ابن کثیر، ابن جَریر، ابن اثیر، ابن حَجر اور ان جیسے دوسرے ثقہ علماء نے اپنی کتابوں میں جو حالات مجروح راویوں سے نقل کیے ہیں انھیں رد کر دیا جائے، یا جو باتیں ضعیف یا منقطع سندوں سے لی ہیں، یا بلا سند بیان کی ہیں ان کے متعلق یہ رائے قائم کر لی جائے کہ وہ بالکل بے سروپا ہیں، محض گپ ہیں اور انھیں بس اٹھا کر پھینک ہی دینا چاہیے۔

آج کل یہ خیال بھی بڑے زور شور سے پیش کیا جا رہا ہے کہ ہمارے ہاں چونکہ تاریخ نویسی عباسیوں کے دور میں شروع ہوئی تھی، اور عباسیوں کو بنی امیہ سے جو دشمنی تھی وہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے، اس لیے جو تاریخیں اس زمانے میں لکھی گئیں وہ سب اس جھوٹے پروپیگنڈے سے بھر گئیں جو بنی عباس نے اپنے دشمنوں کے خلاف برپا کر رکھا تھا۔ لیکن اگر یہ دعویٰ صحیح ہے تو آخر اس بات کی کیا توجیہ کی جا سکتی ہے کہ انھی تاریخوں میں بنی امیہ کے وہ شان دار کارنامے بھی بیان ہوئے ہیں جنھیں یہ حضرات فخر کے ساتھ نقل کرتے ہیں، اور انھی میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بہترین سیرت کا بھی مفصل ذکر ملتا ہے جو بنی امیہ ہی میں سے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انھی تاریخوں میں بنی عباس کے بھی بہت سے عیوب اور مظالم بیان کیے گئے ہیں؟ کیا یہ ساری خبریں بھی بنی عباس نے خود پھیلائی تھیں؟

وکالت کی بنیادی کمزوری

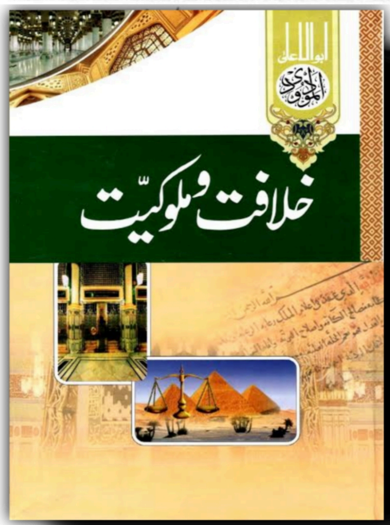
مآخذ کی اس بحث کو ختم کر کے آگے بڑھنے سے پہلے مَیں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مَیں نے قاضی ابوبکر ابن العربی کی العواصم من القواصم، امام ابن تیمیہؒ کی منہاج السنۃ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی تحفۂ اثنا عشریہ پر انحصار کیوں نہ کیا۔ مَیں ان بزرگوں کا نہایت عقیدت مند ہوں، اور یہ بات میرے حاشیہ خیال میں بھی کبھی نہیں آئی کہ یہ لوگ اپنی دیانت و امانت اور صحت تحقیق کے لحاظ سے قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔ لیکن جس وجہ سے اس مسئلے میں مَیں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہِ راست

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 31

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

حجر بن عدی اور اسکے ساتھیوں کو سیدنا معاویہؓ کے پاس بھیجا گیا انکو کہا گیا سیدنا علیؓ پر لعنت بھیج دو تو تم کو چھوڑ دیں گے ورنہ مار دیں گے انہوں نے لعنت بھیجنے سے انکار کر دیا تو ان سب کو مار دیا گیا

نوٹ: یہ سب جھوٹی کہانیاں ہیں ایسا کچھ بھی صحیح سند سے ثابت نہیں



کسی کے لیے درست نہیں ہے، انھوں نے شہر میں
کو نکال باہر کیا، یہ ابوتراب (حضرت علیؓ) کی ح
اور ان کے مخالفین سے اظہارِ براءت کرتے
قاضی شریح کی بھی ثبت کی گئی، مگر انھوں نے
بھیجا کہ ''مَیں نے سنا ہے آپ کے پاس حجر بن
ان میں ایک میری شہادت بھی ہے۔ میری اص
لوگوں میں سے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکو
ہیں، نیکی کا حکم دیتے اور بدی سے روکتے ہیں
چاہیں تو انھیں قتل کریں ورنہ معاف کر دیں۔''

اس طرح یہ ملزم حضرت مُعاویہؓ کے پاس بھیجے گئے اور انھوں نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ قتل سے پہلے جلادوں نے ان کے سامنے جو بات پیش کی وہ یہ تھی کہ ''ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم علیؓ سے براءت کا اظہار کرو اور ان پر لعنت بھیجو تو تمھیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔'' ان لوگوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا، اور حجر نے کہا: ''مَیں زبان سے وہ بات نہیں نکال سکتا جو رب کو ناراض کرے۔'' آخر کار وہ اور ان کے سات ساتھی قتل کر دیے گئے۔ ان میں سے ایک صاحب عبدالرحمٰن بن حسان کو حضرت مُعاویہؓ نے زیاد کے پاس واپس بھیج دیا اور اس کو لکھا کہ انھیں بدترین طریقے سے قتل کرو۔ چنانچہ اس نے انھیں زندہ دفن کرا دیا۔[1]

اس واقعے نے امت کے تمام صلحاء کا دل دہلا دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کو یہ خبر سن کر سخت رنج ہوا۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت مُعاویہؓ کو اس فعل سے باز رکھنے کے لیے پہلے ہی خط لکھا تھا۔ بعد میں جب ایک مرتبہ حضرت مُعاویہؓ ان

[1] اس قصے کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: الطبری، ج ۴، ص ۱۹۰ تا ۲۰۷۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج ۱، ص ۱۳۵۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۳۴ تا ۲۴۲۔ البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۵۰-۵۵۔ ابن خلدون، ج ۳، ص ۳۔

خلافت وملوکیت پوسٹ نمبر32

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ معاویہؓ تجھے ذرا بھی خدا کا خوف نہیں آیا حجر کو قتل کرتے"

تبصرہ: یہ جھوٹ اور بکواس ہے دنیا میں اسکی کوئی صحیح سند موجود نہیں

حضرت عائشہؓ کو یہ خبر سن کر سخت رنج ہوا۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت مُعاویہؓ کو اس فعل سے باز رکھنے کے لیے پہلے ہی خط لکھا تھا۔ بعد میں جب ایک مرتبہ حضرت مُعاویہؓ ان

سے ملنے آئے تو انھوں نے فرمایا: ''اے مُعاویہ! تمھیں حجر کو قتل کرتے ہوئے خدا کا ذرا خوف نہ ہوا۔'' حضرت مُعاویہؓ کے گورنرِ خراسان ربیع بن زیاد الحارثی نے جب یہ خبر سنی تو پکار اٹھے کہ ''خدایا! اگر تیرے علم میں میرے اندر کچھ خیر باقی ہے تو مجھے دنیا سے اٹھا لے۔''① حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: ''حضرت مُعاویہؓ کے چار افعال ایسے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک



ہو۔ ایک، ان کا اس امت پر تلوار

درآں حالیکہ امّت میں بقایائے صحا

بنانا حالانکہ وہ شرابی اور نشہ باز تھا،

کو اپنے خاندان میں شامل کرنا،

اولاد اس کی ہے جس کے بستر پر وہ

ان کا حجر اور ان کے ساتھیوں کو قتل ک

اس کے بعد لوگوں کی آواز

بن الحکم نے اپنی گورنریِ مدینہ کے

لات ماردی کہ انھوں نے اس کی ا

کہی ہے۔''④ حجاج بن یوسف کو ا

اور نمازِ جمعہ میں حد سے زیادہ تاخیر ک

یہ دونوں آنکھیں جس سر میں ہیں اس

میں جب مدینہ گیا تو منبرِ رسولؐ پر کھڑے ہو کر اس نے اعلان کیا کہ:

---

① الاستیعاب، ج ۱، ص ۱۳۵۔ الطبری، ج ۴، ص ۲۰۸۔ ② اس معاملے کی تفصیل آگے آتی ہے۔

③ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۴۲۔ البدایہ، ج ۸، ص ۱۳۰۔

④ الاستیعاب، ج ۱، ص ۳۵۳۔

⑤ الاستیعاب، ج ۱ ص ۳۶۹۔ اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ ابن سعد نے طبقات میں نقل کیا ہے۔ ج ۴، ص ۱۸۴۔

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 33

مولانا مودودی معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "دور ملوکیت میں عدلیہ کی آزادانہ حیثیت ختم کر دی گئی ، خلافت راشدہ میں عدلیہ آزاد تھی ، قاضی خود خلیفہ کے خلاف بھی فیصلہ دے سکتے تھے اور دیتے تھے۔“

تبصرہ: یہ سفید جھوٹ بکواس اور صرف زبانی دعوی ہے، اپنے دعوی کے ثبوت میں مولانا مودودی نے کوئی دلیل پیش نہیں کی اس کے برعکس واقعہ یہ ہے کہ عدلیہ کی آزادانہ حیثیت نہ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بلکہ ان کے بعد بننے والے خلفاء کے دور میں بھی اسی طرح قائم رہی جس طرح خلافت راشدہ میں تھی ، فیصلہ کرنے میں قاضی مکمل آزاد اور ہر قسم کے دباؤ سے محفوظ تھے۔ کوئی ایک مثال اس امر کی قیامت تک پیش نہیں کی جاسکتی کہ عدلیہ پر دباؤ ڈال کر ان سے کبھی غلط فیصلہ حاصل کیا گیا ہو، یا از خود قاضیوں نے ڈر کر فیصلہ دیا ہو۔

انعام دیا جائے گا۔ یہ اعلان سنتے ہی وہ شخص میرے پاس آیا۔ میرے ہاتھ میری گردن سے باندھتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا۔ اسی حالت میں وہ مجھے ابنِ زیاد کے پاس لے گیا اور اس سے انعام حاصل کر لیا۔①

۵۔ عدلیہ کی آزادی کا خاتمہ

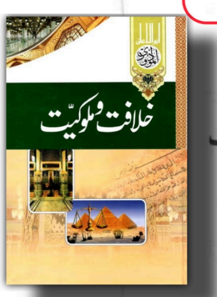
قضا (judiciary) کی انتظامیہ سے آزادی کا اصول بھی اسلامی ریاست کے بنیادی اصولوں میں سے تھا۔ خلافت راشدہ میں قاضیوں کا تقرر اگرچہ خلفاء ہی کرتے تھے، مگر جب کوئی شخص قاضی مقرر ہو جاتا تھا تو اس پر خدا کے خوف اور اس کے اپنے علم وضمیر کے سوا کسی کا دباؤ نہ رہتا تھا۔ کوئی بڑے سے بڑا شخص بھی عدالت کے کام میں دخل دینے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ حتیٰ کہ قاضی خود خلیفہ کے خلاف فیصلہ دے سکتے تھے اور دیتے تھے۔ مگر جب ملوکیت آئی تو بالآخر یہ اصول بھی ٹوٹنا شروع ہو گیا۔ جن معاملات سے اِن بادشاہ قسم کے خلفاء کو سیاسی اسباب یا ذاتی مفاد کی بنا پر دلچسپی ہوتی تھی اُن میں انصاف کرنے کے لیے عدالتیں آزاد نہ رہیں، حتیٰ کہ شاہزادوں، گورنروں، قائدین اور شاہی محلات کے متوسلین تک کے خلاف مقدمات میں عدل کرنا مشکل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا سبب تھا اس بات کا کہ اس زمانے میں صالح علماء بالعموم قضا کا منصب قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے، اور جو عالم ان حکمرانوں کی طرف سے عدالت کی کرسی پر بیٹھنے پر راضی ہو جاتا تھا، اسے لوگ شک کی نگاہ سے دیکھنے لگتے تھے۔ عدلیہ پر انتظامیہ کی دست درازی یہاں تک بڑھی کہ گورنروں کو قاضیوں کے عزل ونصب کا اختیار دے دیا گیا۔② حالانکہ خلفائے راشدین کے زمانے میں یہ اختیارات خلیفہ کے سوا کسی کو حاصل نہ تھے۔

۶۔ شوروی حکومت کا خاتمہ

اسلامی ریاست کے بنیادی قواعد میں سے ایک اہم قاعدہ یہ تھا کہ حکومت

① طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۱۲۔

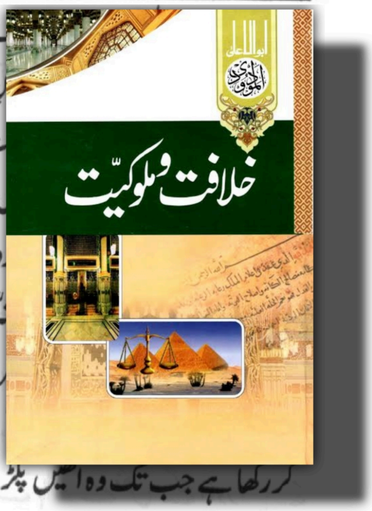
② السیوطی، حسن المحاضرہ، ج ۲، ص ۸۸، المطبعۃ الشرفیہ، مصر، ۱۳۲۷ھ۔



خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 34

مولانا مودودی نے مالک اشتر کو قاتل عثمانؓ تسلیم کیا ہے مگر اشتری اب مولانا مودودی کی اس بات کا انکار کریں گے حالنکہ یہ بات دیگر صحیح روایات سے بھی ثابت ہے جیسے حضرت عائشہؓ نے کہا اللہ عثمانؓ کے قاتلوں پر لعنت کرے اشتر کو برباد کرے (المعجم الکبیر للطبراني 1/ 88، ح: 133، وسندہ صحیح) اور مالک اشتر نے خود اپنی زبانی سیدنا عثمانؓ کے قتل کا اعتراف کیا (مصنف ابن ابی شیبہ 38912 و سندہ حسن)

نوٹ: اشتری مولانا مودودی کی اس ثابت شدہ بات کو ماننے سے صاف انکار کریں گے مگر ہاں سیدنا عثمانؓ و سیدنا معاویہؓ کے خلاف مولانا مودودی نے جو کوڑ کباڑ لکھا ہے اسے وحی الہی سمجھ کر فوری ایمان لے آتے ہیں



...ے فتنے کے زمانے میں جس طرح کام کیا، وہ ٹھیک ...ن شان تھا۔ البتہ صرف ایک چیز ایسی ہے جس کی ...ت کہی جاسکتی ہے۔ وہ یہ کہ جنگِ جمل کے بعد انھوں ...ں اپنا رویہ بدل دیا۔ جنگِ جمل تک وہ ان لوگوں سے ...داشت کر رہے تھے، اور ان پر گرفت کرنے کے لیے ...ؓ اور حضرت طلحہؓ وزبیرؓ سے گفتگو کرنے کے لیے جب ...د کو بھیجا تھا تو ان کی نمایندگی کرتے ہوئے حضرت ... نے قاتلینِ عثمانؓ پر ہاتھ ڈالنے کو اس وقت تک مؤخر کر رکھا ہے جب تک وہ انھیں پکڑنے پر قادر نہ ہوجائیں، آپ لوگ بیعت کرلیں تو پھر خونِ عثمانؓ کا بدلہ لینا آسان ہوجائے گا۔''[1] پھر جنگ سے عین پہلے جو گفتگو اُن کے اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے درمیان ہوئی اس میں حضرت طلحہؓ نے اُن پر الزام لگایا کہ آپ خونِ عثمانؓ کے ذمہ دار ہیں، اور انھوں نے جواب میں فرمایا: لعن اللّٰہ قتلة عثمان (عثمانؓ کے قاتلوں پر خدا کی لعنت)۔[2] لیکن اس کے بعد بتدریج وہ لوگ ان کے ہاں تقرب حاصل کرتے چلے گئے جو حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش برپا کرنے اور بالآخر انھیں شہید کرنے کے ذمہ دار تھے، حتیٰ کہ انھوں نے مالک بن حارث الاشتر اور محمد بن ابی بکر کو گورنری کے عہدے تک دے دیے، درآں حالیکہ قتلِ عثمانؓ میں ان دونوں صاحبوں کا جو حصہ تھا وہ سب کو معلوم ہے۔ حضرت علیؓ کے پورے زمانۂ خلافت میں ہم کو صرف یہی ایک کام ایسا نظر آتا ہے جس کو غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی طرح حضرت علیؓ نے بھی تو اپنے متعدد رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیا، مثلاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبیداللہ بن عباسؓ، حضرت قثم بن عباسؓ وغیرہم۔ لیکن یہ حجت پیش کرتے وقت وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے یہ کام ایسے حالات میں کیا تھا جبکہ اعلیٰ درجے کی صلاحیتیں رکھنے والے اصحاب میں سے ایک گروہ ان کے ساتھ تعاون

① البدایہ، ج ۷، ص ۲۳۷۔ ② ایضاً، ج ۷، ص ۲۴۰۔

35 خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر

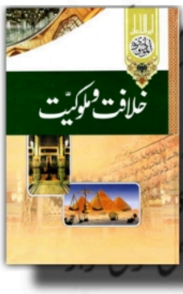
مولانا مودودی لکھتے ہیں:

سیدنا عثمانؓ نے سیدنا معاویہؓ کو لمبے عرصے تک گورنر رکھا جس وجہ سے وہ بہت طاقت ور ہو گئے یہاں تک کے مرکز بھی انکے رحم و کرم پر منحصر ہو گیا جسکا خمیازہ سیدنا علیؓ کو پھر بھگتنا پڑا (خلافت و ملوکیت صفہ 115)

تبصرہ: پہلی بات لمبے عرصے تک گورنر نہیں رکھا جا سکتا یہ کہاں لکھا ہے؟ باقی اگر سیدنا عثمانؓ نے انکو لمبے عرصے تک گورنر رکھا ہے تو اہلیت کی بنیاد پر رکھا ہے باقی مولانا نے سیدنا معاویہؓ شامی لشکر کو سیدنا علیؓ کے لشکر یعنی مرکز سے اتنا طاقت بنا دیا کہ کہتے ہیں مرکز (یعنی لشکرِ علیؓ) ہی انکے رحم و کرم پر منحصر ہو گیا

ساتھ دو چیزیں ایسی تھیں جو بڑے دُوررس اور خطرناک نتائج کی حامل ثابت ہوئیں:

ایک یہ کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت مُعاویہؓ کو مسلسل بڑی طویل مدت تک ایک ہی صوبے کی گورنری پر مامور کیے رکھا۔ وہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں چار سال سے دمشق کی ولایت پر مامور چلے آ رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اَیلہ سے سرحد روم تک اور الجزیرہ سے ساحل بحر ابیض تک کا پورا علاقہ ان کی ولایت میں جمع کر کے اپنے پورے زمانۂ خلافت (۱۲ سال) میں ان کو اسی صوبے پر برقرار رکھا۔ ① یہی چیز ہے جس کا خمیازہ آخر کار حضرت علیؓ کو بھگتنا پڑا۔ شام کا یہ صوبہ اس وقت کی اسلامی سلطنت میں بڑی اہم جنگی حیثیت کا علاقہ تھا۔ اس کے ایک طرف تمام مشرقی صوبے تھے، اور دوسری طرف تمام مغربی صوبے۔ بیچ میں وہ اس طرح حائل تھا کہ اگر اس کا گورنر مرکز سے منحرف ہو جائے تو وہ مشرقی صوبوں کو مغربی صوبوں سے بالکل کاٹ سکتا تھا۔ حضرت مُعاویہؓ اس صوبے کی حکومت پر اتنی طویل مدت تک رکھے گئے کہ انھوں نے یہاں اپنی جڑیں پوری طرح جمالیں، اور وہ مرکز کے قابو میں نہ رہے بلکہ مرکز ان کے رحم وکرم پر منحصر ہو گیا۔



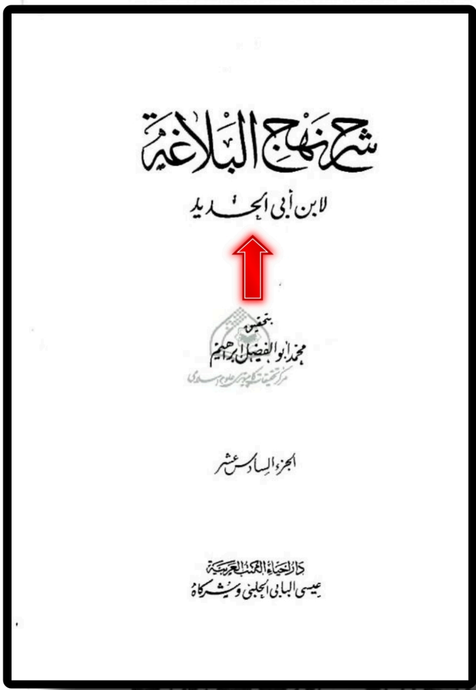
دوسری چیز جو اس سے زیادہ فتنہ انگیز ثابت ہوئی وہ خلیفہ کے سکـ... پوزیشن پر مَروان بن الحکم کی ماموری تھی۔ ان صاحب نے حضرت عثمانؓ ... اور ان کے اعتماد سے فائدہ اٹھا کر بہت سے کام ایسے کیے جن کی ذمہ... حضرت عثمانؓ پر پڑتی تھی، حالانکہ ان کی اجازت اور علم کے بغیر ہی وہ ... جاتے تھے۔ علاوہ ازیں یہ صاحب حضرت عثمانؓ اور اکابر صحابہؓ کے با...

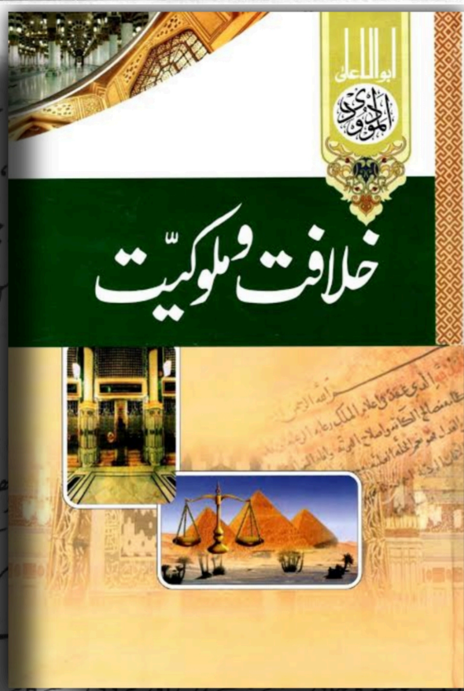
① طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۴۰۶۔ الاستیعاب، ج ۱، ص ۲۵۳۔ یہ علاقہ وہ ہے جس میں اب شام، لبنان، اردن اور اسرائیل کی چار حکومتیں قائم ہیں۔ ان چاروں حکومتوں کے مجموعی حدود قریب قریب آج بھی وہی ہیں جو امیر مُعاویہؓ کی گورنری کے عہد میں تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ان علاقوں پر چار گورنر مقرر تھے اور حضرت مُعاویہؓ ان میں سے ایک تھے۔ (ملاحظہ ہو "یزید بن مُعاویہ" از امام ابن تیمیہؒ، ص ۳۴-۳۵، ابنِ تیمیہ اکیڈمی، کراچی)

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 36

مولانا مودودی کا شیعہ کی کتاب شرح نہج البلاغہ (ابن ابی الحدید) سے روایت نقل کر کے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر ناروا طریقے سے کامیابی حاصل کرنے کا الزام

مولانا مودودی نے خود اسکو اسی خلافت و ملوکیت کتاب صفہ 309 میں شیعہ تسلیم کیا ہے پہلے سیدنا معاویہؓ کے خلاف تاریخ کی جھوٹی, بے سند اور ضعیف روایات سے الزامات لگائے پھر سکون نہ آیا تو شیعہ کتب سے ہی مدد لینا شروع کر دی





کے ترکے کا جائزہ لیا گیا تو صرف ۷ سو درہم نکلے جو آپ نے ایک غلام خریدنے کے لیے پیسہ پیسہ جوڑ کر جمع کیے تھے۔④ کبھی کسی ایسے شخص سے بازار میں کوئی چیز نہ خریدتے تھے جو آپ کو جانتا ہو، تا کہ وہ قیمت میں امیر المومنین ہونے کی بنا پر آپ کے ساتھ رعایت نہ کرے۔⑤ جس زمانے میں حضرت مُعاویہؓ سے ان کا مقابلہ درپیش تھا، لوگوں نے ان کو مشورہ دیا کہ جس طرح حضرت مُعاویہؓ لوگوں کو بے تحاشا انعامات اور عطیے دے دے کر اپنا ساتھی بنا رہے ہیں آپ بھی بیت المال کا منہ کھولیں اور روپیہ بہا کر اپنے حامی پیدا کریں۔ مگر انھوں نے یہ کہہ کر ایسا کرنے سے انکار کر دیا کہ ”کیا تم چاہتے ہو مَیں ناروا طریقوں سے کامیابی حاصل کروں؟“⑥ ان سے خود ان کے بڑے

① امام ابو یوسفؒ، کتاب الخراج، ص ۱۱۷۔
② ابن سعد، ج ۳، ص ۲۸۔
③ ابن کثیر، ج ۸، ص ۳۔
④ ابن سعد، ج ۳، ص ۳۸۔
⑤ ابن سعد، ج ۳، ص ۲۸۔ ابن کثیر ج ۸، ص ۳۔
⑥ ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۱۸۲، دار الکتب العربیہ، مصر ۱۳۲۹ھ۔

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 37

مولانا مودودی خلافت و ملوکیت صفحہ 327 پر لکھتے ہیں:

حضرت عثمان نے اپنی حکومت کے آخری چھ سالوں میں اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے لوگوں کو حکومت کے عہدے دیے اور مروان کے لیے مصر کا خمس (یعنی افریقہ کے اموال غنیمت کا خمس، جو مصر کے صوبے کی طرف سے آیا تھا) لکھ دیا اور اپنے رشتہ داروں کو مالی عطیے دیے اور اس معاملہ میں یہ تاویل کی کہ وہ یہ صلہ رحمی ہے، جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ انہوں نے بیت المال سے روپیہ بھی لیا اور قرض رقمیں بھی لیں اور کہا کہ ابو بکر و عمر نے اس مال میں سے اپنا حق چھوڑ دیا تھا اور میں نے اسے لے کر اپنے اقرباء میں تقسیم کیا ہے۔ اسی چیز کو لوگوں نے ناپسند کیا ہے۔ (طبقات ابن سعد : ۳/۶۴)

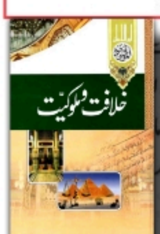
یہ جھوٹی روایت ہے محمد بن عمر واقدی متروک و کذاب ہے اور زہری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

محمد بن سعد نے طبقات میں امام زہری کا یہ قول نقل کیا ہے:

واستعمل اقرباءہ واھل بیتہ فی الست الاواخر، وکتب لمروان بخمس مصر، واعطی اقرباءہ المال وتلول فی ذالک الصلة التی امر اللہ بھا، واتخذ الاموال واستسلف من بیت المال وقال ان ابا بکر و عمر ترکا من ذالک ما ھو لھما وانی اخذتہ فقسمتہ من اقربائی فانکر الناس علیہ۔①

① طبقات، ج ۳، ص ۶۴۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ابن خلدون نے (بقیہ حاشیہ آگے ملاحظہ فرمائیں)

''حضرت عثمانؓ نے اپنی حکومت کے آخری ٦ سالوں میں اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے لوگوں کو حکومت کے عہدے دیے، اور مروان کے لیے مصر کا خمس (یعنی افریقہ کے اموالِ غنیمت کا خمس جو مصر کے صوبے کی طرف سے آیا تھا) لکھ دیا، اور اپنے رشتہ داروں کو مالی عطیے دیے، اور اس معاملے میں یہ تاویل کی کہ یہ وہ صلہ رحمی ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ انھوں نے بیت المال سے روپیہ بھی لیا اور قرض رقمیں بھی لیں، اور کہا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ نے اس مال میں سے اپنا حق چھوڑ دیا تھا اور مَیں نے اسے لے کر اپنے اقرباء میں تقسیم کیا ہے۔ اسی چیز کو لوگوں نے ناپسند کیا۔''

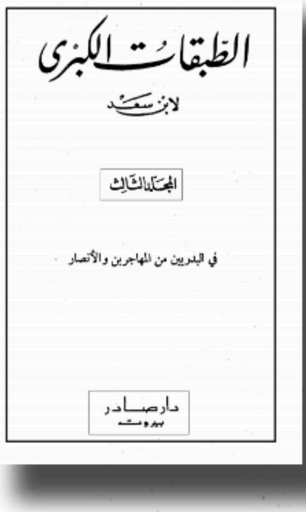


یہ امام زہری کا بیان ہے جن کا زمانہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد ... ترین تھا، اور محمد بن سعد کا زمانہ امام زہری کے زمانے سے بہت قریب ہے۔ ... نے صرف دو واسطوں سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اگر یہ بات ابن سعد نے ... کی طرف، یا امام زہری نے حضرت عثمانؓ کی طرف غلط منسوب کی ہوتی تو ... پر ضرور اعتراض کرتے۔ اس لیے اس بیان کو صحیح ہی تسلیم کرنا ہوگا۔

قال : أخبرنا محمد بن عمر ق... : حدّثني أسامة بن زيد الليثي عن داود بن الحصين عن عكرمة عن ... عبّاس أنّ عثمان بن عفّان استعمله على الحجّ في السنة التي قُتل فيـ... خمسٍ وثلاثين ، فخرج فحجّ بالنّاس بأمر عثمان .

قال : أخبرنا محمّد بن عمر ، حدّثني محمّد بن عبد الله عن الزهريّ قال : لمّا وليَ عثمان عاش اثنتي عشرة سنة أميراً يَعْمَلُ ستّ سنين لا ينقم الناس عليه شيئاً ، وإنّه لأحبّ إلى قريش من عمر بن الخطّاب لأن عمر كان شديداً عليهم ، فلمّا وليَهم عثمان لان لهم ووصلهم ، ثمّ توانى في أمرهم واستعمل أقرباءه وأهل بيته في الستّ الأواخر ، وكتب لمَرْوَانَ بخُمُس مصر ، وأعطى أقرباءه المال ، وتأوّلَ في ذلك الصّلَةَ التي أمر الله بها ، واتخذ الأموال ، واستسلف من بيت المال وقال : إنّ أبا بكرٍ وعمر تركا من ذلك ما هو لهما وإني أخذتُه فقسمتُه في أقربائي ، فأنكر الناسُ عليه ذلك .

...ال : حدّثني عبد الله بن جعفر عن أمّ ... سمعتُ عثمان يقول : أيّها النّاسُ إن ... المال ظَلَفَ أنفسهما وذوي أرحامهما



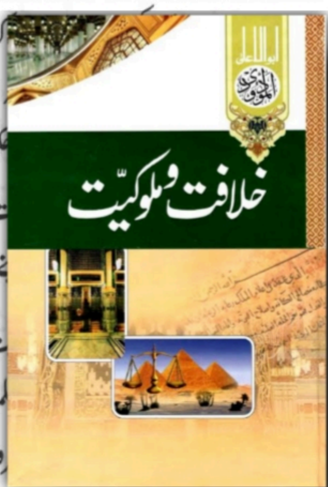
...ر عثمانَ ، رضي الله عنه

...ل : حدّثني إبراهيم بن جعفر عن أمّ ... بن مَسْلَمَةَ عن أبيها قال : وأخبرنا ... بن عبد العزيز عن جعفر بن محمود ، ... مّد بن عمر قال : حدّثني ابن جُرَيج

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 38

مولانا مودودی لکھتے ہیں حضرت عمر بن عبد العزیز نے آکر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سب علی کی جگہ یہ پڑھنی شروع کردی : ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (خلافت و ملوکیت ، ص 174)

سوال یہ ہے کہ وہ کون سی غلط روایات تھیں ، جنہیں عمر بن عبدالعزیز نے بدلا ۔ کیا تحقیق اسی کا نام ہے کہ جھوٹے قصوں سے استدلال کیا جائے ؟ ائمہ اہل سنت کے منہج سے انحراف ، محدثین سے خود کو بے نیاز سمجھنا اور اصحاب پاک مصطفیٰ کے بارے میں بد عقیدگی کا درس پڑھانا ہی اگر تحقیق ہے، تو معاف کیجئے گا حضور ! ہمارا ایمان اس تحقیق پر مطمئن نہیں ۔ یوم حساب اگر حق ہے، تو ہم اپنے نامہ اعمال میں اصحاب محمد ﷺ کی تنقیص نہیں لکھوانا چاہتے ، اِس پوری کائنات میں آپکی اس بات کی کوئی صحیح سند بھی نہیں ہے



کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے
نہ کافر مسلمان کا وارث ہوسکتا ہے، نہ مسلمان کافر
کومت میں مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا اور کافر کو
ت عمر بن عبدالعزیز نے آ کر اس بدعت کو موقوف
نے خاندان کی روایت کو پھر بحال کر دیا۔ ①

ت کے معاملے میں حضرت مُعاویہؓ نے سنّت کو بدل
لمان کے برابر ہوگی، مگر حضرت مُعاویہؓ نے اس کو
روع کر دی۔ ②

ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت مُعاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود، اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبرِ رسولؐ پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ ③ کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار، انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعے کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین واخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آکر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سب علی کی جگہ یہ آیت پڑھنی شروع کر دی: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَ

① البدایہ والنہایہ، ج۸، ص۱۳۹۔ ج۹، ص۲۳۲۔

② البدایہ والنہایہ، ج۸، ص۱۳۹۔ ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں: وکان معاویۃ اول من قصرھا الی النصف واخذ النصف لنفسہ۔

③ الطبری، جلد۴، ص۱۸۸۔ ابن الاثیر، ج۳، ص۲۳۴۔ ج۴، ص۱۵۴۔ البدایہ، ج۸ ص۲۵۹۔ ج۹، ص۸۰۔

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 39

سیدنا عثمانؓ کے خلاف باغیوں نے خفیہ سازش کی تھی - مولانا مودودی کا اعتراف

مولانا مودودی لکھتے ہیں مصر, بصرہ اور کوفے کے لوگوں نے آپس میں خفیہ طریقے سے خط و کتابت کر کے سیدنا عثمانؓ کے خلاف سازش تیار کی, سیدنا عثمانؓ کے خلاف جھوٹے الزامات کی ایک لمبی فہرست تیار کی جنکے جوابات سیدنا علیؓ نے دے بھی دیئے تھے, مگر یہ فسادی پارٹی باز نہ آئی, انہوں نے طلحہؓ, زبیرؓ اور علیؓ کو ساتھ ملانے کی کوشش کی مگر انہوں نے جھڑک دیا, انکو بہت سمجھایا گیا مگر یہ باز نہیں آئے مہاجرین و انصار نے ان باغیوں کا ساتھ نہ دینے کا اعلان کیا تو انہوں نے خود ہی مدینہ میں گھس کر سیدنا عثمانؓ کو گھیر لیا, یہ پارٹی ساز باز سے بنی تھی انہوں نے بہت غلط حرکات کیں, ام حبیبہؓ و حضرت عائشہؓ کی بھی توہین کی اور آخر کار سیدنا عثمانؓ کو نہایت ظلم سے قتل کر دیا اور قتل کے بعد سیدنا عثمانؓ کے گھر میں لوٹ مار بھی کی

نوٹ: مالک اشتر اِس باغی پارٹی کا سرغنہ تھا اس نے سیدنا عثمانؓ کے قتل کا خود اعتراف بھی کیا
(مصنف ابن ابی شیبہ:38912 و سندہ حسن)

العاص کے طرزِ عمل سے ناراض ہو کر کچھ لوگوں نے بغاوت برپا کرنے کی کوشش کی بھی تو عوام نے ان کا ساتھ نہ دیا اور جب حضرت عثمانؓ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے لوگوں کو بیعت کی تجدید کے لیے پکارا تو لوگ بغاوت کے علم برداروں کو چھوڑ کر بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے۔① یہی وجہ ہے کہ جو مختصر سا گروہ ان کے خلاف شورش برپا کرنے اٹھا، اس نے بغاوت کی دعوتِ عام دینے کے بجائے سازش کا راستہ اختیار کیا۔

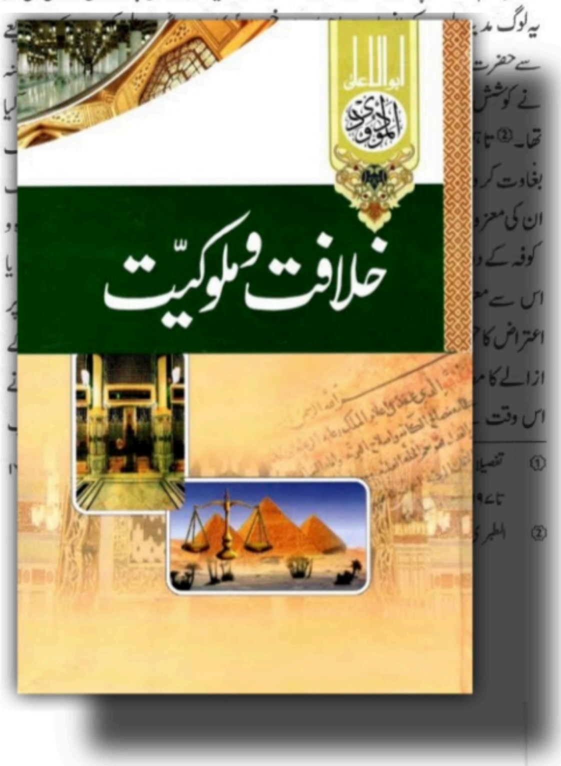
اس تحریک کے علم بردار مصر، کوفہ اور بصرے سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے باہم خط و کتابت کر کے خفیہ طریقے سے یہ طے کیا کہ اچانک مدینہ پہنچ کر حضرت عثمانؓ پر دباؤ ڈالیں۔ انھوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف الزامات کی ایک طویل فہرست مرتّب کی جو زیادہ تر بالکل بے بنیاد، یا ایسے کمزور الزامات پر مشتمل تھی جن کے معقول جوابات دیے جا سکتے تھے اور بعد میں دیے بھی گئے۔ پھر باہمی قرارداد کے مطابق یہ لوگ، جن کی تعداد دو ہزار سے زیادہ نہ تھی، مصر، کوفہ اور بصرے سے بیک وقت مدینہ پہنچ گئے۔ یہ کسی علاقے کے بھی نمایندے نہ تھے بلکہ سازباز سے انھوں نے اپنی ایک پارٹی بنائی تھی۔ جب یہ مدینہ کے باہر پہنچے تو حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو انھوں نے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی، مگر تینوں بزرگوں نے ان کو جھڑک دیا، اور حضرت علیؓ نے ان کے ایک ایک الزام کا جواب دے کر حضرت عثمانؓ کی پوزیشن صاف کی۔ مدینے کے مہاجرین و انصار بھی، جو دراصل اس وقت مملکتِ اسلامیہ میں اہل حل وعقد کی حیثیت رکھتے تھے، ان کے ہم نوا بننے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ مگر یہ لوگ اپنی ضد پر قائم رہے اور بالآخر انھوں نے مدینہ میں گھس کر حضرت عثمانؓ کو گھیر لیا۔ اُن کا مطالبہ یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ خلافت سے دست بردار ہو جائیں۔ حضرت عثمانؓ کا جواب یہ تھا کہ میں تمھاری ہر اُس شکایت کو دور کرنے کے لیے تیار ہوں جو صحیح اور جائز ہو، مگر تمھارے کہنے سے میں معزول نہیں ہو سکتا۔② اس پر ان لوگوں نے ۴۰ روز تک ایک ہنگامہ عظیم برپا

① طبقات ابن سعد، ج ۵ ص ۳۲- ۳۳۔ الطبری، ج ۳، ص ۳۷۲۔

② طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۶۶۔

کیے رکھا جس کے دوران میں ایسی ایسی حرکات ان سے سرزد ہوئیں جو مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی گئی تھیں۔ حتیٰ کہ انھوں نے امّ المومنین حضرت امّ حبیبہؓ کی توہین کی، اور حضرت عائشہؓ یہ کہہ کر مدینہ سے مکہ چلی گئیں کہ اس طوفانِ بدتمیزی میں کیا میں بھی اپنی توہین کراؤں۔ آخر کار ان لوگوں نے ہجوم کر کے سخت ظلم کے ساتھ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ تین دن تک ان کا جسد مبارک تدفین سے محروم رہا، اور قتل کرنے کے بعد ظالموں نے ان کا گھر بھی لوٹ لیا۔①

یہ صرف حضرت عثمانؓ پر نہیں، خود اسلام اور خلافت راشدہ کے نظام پر ان لوگوں کا ظلم عظیم تھا۔ ان کی شکایات میں سے اگر کوئی شکایت وزنی تھی تو صرف وہی جس کا اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس کو رفع کرانے کے لیے صرف اتنی بات کافی ہو سکتی تھی کہ



خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 40

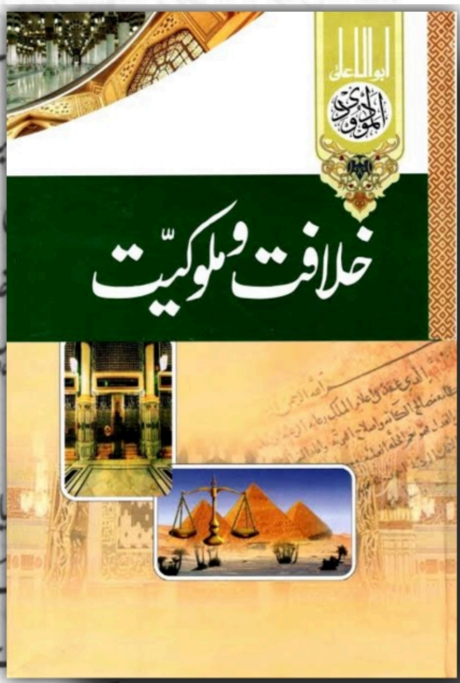
مولانا مودودی کا لکھتے ہیں کہ حضرت عقیلؓ نے اپنے بھائی حضرت علیؓ سے کہا مجھے بیت المال سے پیسے دو حضرت علیؓ نے کہا تمہیں پیسے دے کر میں جہنم میں چلا جاؤں؟ بس اسی بات پر حضرت عقیلؓ حضرت علیؓ کو چھوڑ کر حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے (خلافت و ملوکیت صفہ 91)

تبصرہ: نری بکواس , جھوٹ اور بے سند و مردود بات ہے کوئی صحیح سند نہیں اسکی

بھائی حضرت عقیلؓ نے چاہا کہ وہ بیت المال سے ان کو روپیہ دیں، مگر انھوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ''کیا تم چاہتے ہو کہ تمھارا بھائی مسلمانوں کا مال تمھیں دے کر جہنم میں جائے؟''①

...حکومت کا تصوّر

...یا تھا، فرماں روا ہونے کی حیثیت سے یہ اپنے مقام
...رکھتے تھے اور اپنی حکومت میں کس پالیسی پر عامل
...خلافت کے منبر سے تقریریں کرتے ہوئے برسرعام
...لی تقریر جو انھوں نے مسجد نبوی میں عام بیعت کے



...یا گیا ہوں حالانکہ مَیں آپ کا سب سے بہتر آدمی نہیں
...کے ہاتھ میں میری جان ہے، مَیں نے یہ منصب اپنی
...ہے۔ نہ مَیں یہ چاہتا تھا کہ کسی دوسرے کے بجائے یہ
مجھے ملے۔ نہ مَیں نے کبھی خدا سے اس کے لیے دعا کی نہ میرے دل میں کبھی اس کی حرص پیدا ہوئی۔ مَیں نے تو اسے بادلِ ناخواستہ اس لیے قبول کیا ہے کہ مجھے مسلمانوں میں فتنۂ اختلاف اور عرب میں فتنۂ ارتداد برپا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ میرے لیے اس منصب میں کوئی راحت نہیں ہے، بلکہ یہ ایک بارِ عظیم ہے جو مجھ پر ڈال دیا گیا ہے، جس کے اٹھانے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے، الا یہ کہ اللہ ہی میری مدد فرمائے۔ مَیں یہ چاہتا تھا کہ میرے بجائے کوئی اور یہ بار اٹھا لے۔ اب بھی اگر آپ لوگ چاہیں تو اصحابِ رسولؐ اللہ میں سے کسی اور کو اس کام کے لیے چن لیں، میری بیعت آپ کے

① ابن قتیبہ، الامامۃ والسیاسۃ ج۱، ص۷۱۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں لکھا ہے کہ حضرت عقیلؓ پر کوئی قرض تھا جسے ادا کرنے سے حضرت علیؓ نے انکار کیا تھا، اس لیے وہ ناراض ہو کر حضرت مُعاویہؓ سے جا ملے تھے۔ الاصابہ، ج۳، ص۴۸۷، مطبعۃ مصطفیٰ محمد، مصر، ۱۹۳۹ء۔

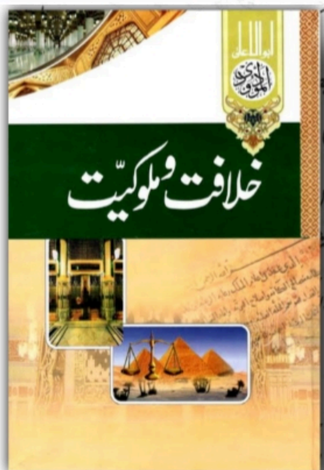
خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 41

مولانا مودودی نے جھوٹ کے ریکارڈ قائم کر دیئے

مولانا مودودی نے پہلے تو عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ پر سیدنا عثمانؓ کے قتل میں ملوث ہونے کا جھوٹا الزام لگایا پھر ساتھ ہی یہ جھوٹ لکھا کہ عمرو بن حمقؓ کا سر کاٹ کر سیدنا معاویہؓ کو پیش کیا گیا (خلافت و ملوکیت صفہ 178)

نوٹ: کیا عمرو بن حمقؓ سیدنا عثمانؓ کے قتل میں ملوث تھے؟ اس روایت کی حقیقت پوسٹ نمبر 42 میں بتائیں گے باقی جو لکھا ہے اِن کا سر سیدنا معاویہؓ کو پیش کیا گیا یہ جعلی بات ہے یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ 34302 میں موجود ہے جس میں دو مدلس راوی ہیں شریک اور اسحاق عن سے روایت کر رہے مگر مولانا مودودی اِس ضعیف روایت کو ہی دلیل بنائی جا رہے

اس کے بعد دوسرا سر عمرو بن الحمق کا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے تھے، مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں انھوں نے بھی حصہ لیا تھا۔ زیاد کی ولایت عراق کے زمانے میں ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی۔ وہ بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے۔ وہاں ایک سانپ نے ان کو کاٹ لیا اور وہ مر گئے۔ تعاقب کرنے والے ان کی مُردہ لاش کا سر کاٹ کر زیاد کے پاس لے گئے۔ اس نے حضرت مُعاویہؓ کے پاس دمشق بھیج دیا۔ وہاں اسے بر سر عام گشت کرایا گیا اور پھر لے جا کر ان کی بیوی کی گود میں ڈال دیا گیا۔ ①



ایسا ہی وحشیانہ سلوک مصر میں محمد بن ابی ... کے گورنر تھے۔ حضرت مُعاویہؓ کا جب مصر پر قبـ... اور پھر ان کی لاش ایک مردہ گدھے کی کھال میں ...

اس کے بعد تو یہ ایک مستقل طریقہ ہی بـ... پر قتل کیا جائے ان کے مرنے کے بعد ان کی لا... حُسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر کربلا سے کوفہ او... لاش پر گھوڑے دوڑا کر اسے روندا گیا۔ ③

حضرت نعمان بن بشیر، جو یزید کے زما... مَروان کے زمانے میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ...

① طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۲۵۔ الاستیعاب، ج ۲، ص ۴۴۰۔ البدایہ، ج ۸ ص ۴۸۔ تہذیب التہذیب ج ۸، ص ۲۴۔

② الاستیعاب، ج ۱، ص ۲۳۵۔ الطبری، ج ۴، ص ۷۹۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۱۸۰۔ ابن خلدون تکملہ جلد دوم، ص ۱۸۲۔

③ الطبری، ج ۴، ص ۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۶۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۹۶ تا ۲۹۸۔ البدایہ ج ۸، ص ۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲۔

اِسلام میں جو سب سے پہلا سر کاٹ کر کسی کے پاس بھیجا گیا وہ عمرو بن حمق خزاعی کا سر تھا جو معاویہؓ کے پاس بھیجا گیا یہ جعلی روایت ہے اِس میں ایک نہیں دو دو مدلس راوی ہیں شریک بھی مدلس اور اسحاق بھی مدلس دونوں عن سے روایت کر رہے اور سماع کی صراحت کہیں موجود نہیں لہزاہ اصول محدثین پر روایت فارغ ہے

اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ بِرَأْسِهِ.

(۳۴۳۰۰) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کی طرف سپاہی بھیجے جس نے اپنے والد کی بیوی کے ساتھ نکاح کر لیا تھا اور حکم دیا اس کا سر کاٹ کر لاؤ۔

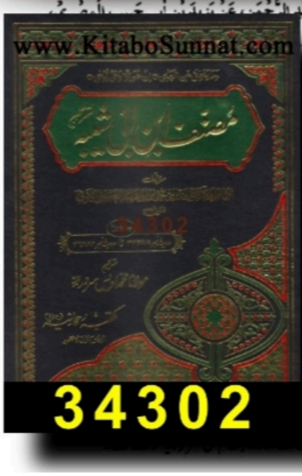
(۳٤٣٠١) حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: اشْتَرَكْنَا يَوْمَ بَدْرٍ أَنَا وَسَعْدٌ وَعَمَّارٌ، فَجَاءَ سَعْدٌ بِرَأْسَيْنِ.

(۳۴۳۰۱) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں میں، حضرت سعد اور حضرت عمار شریک تھے، حضرت سعد دو دشمنوں کا سر کاٹ کر لائے۔

(۳٤٣٠٢) حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ الْخُزَاعِيِّ، قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ رَأْسٍ أُهْدِيَ فِي الإِسْلاَمِ رَأْسُ ابْنِ الْحَمَقِ، أُهْدِيَ إِلَى مُعَاوِيَةَ.

(۳۴۳۰۲) حضرت ہنیدہ بن خالد الخزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام میں پہلا سر جو کاٹ کر کسی طرف بھیجا گیا وہ ابن الحمق کا سر تھا جو حضرت معاویہ کی طرف بھیجا گیا۔

(۳٤٣٠٣) حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ...
قَالَ: بَعَثَ أَبُو بَكْرٍ ... شَكَّ الأَوْزَاعِيُّ، عُقْبَةَ بْنَ ...



اسنادہ ضعیف

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 42

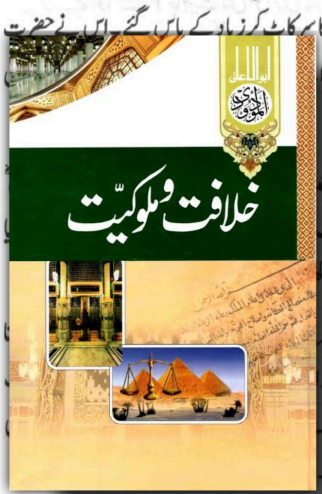
مولانا مودودی لکھتے ہیں صحابی رسول ﷺ عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ نے بھی قتلِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں حصہ لیا تھا (خلافت و ملوکیت: 178)

نوٹ: یہ روایت الطبقات الکبری ابن سعد صفہ 74 پر درج ہے جس میں ہے کہ صحابی رسول ﷺ عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رض کے سینے پر چڑھ گئے ، اور نو نیزے مارے اور کہا: تین نیزے اللہ کے لیے مارے ہیں اور باقی چھ نیزے اپنے سینے کی آگ ٹھنڈی کرنے کے لیے مارے ہیں ۔

(طبقات ابن سعد : 3/74)

تبصرہ: یہ جھوٹی روایت ہے, روایت میں محمد بن عمر واقدی متروک و کذاب ہے۔

اس کے بعد دوسرا سر عمرو بن الحمق کا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے تھے، مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں انھوں نے بھی حصہ لیا تھا۔ زیاد کی ولایت عراق کے زمانے میں ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی۔ وہ بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے۔ وہاں ایک سانپ نے ان کو کاٹ لیا اور وہ مر گئے۔ تعاقب کرنے والے ان کی مُردہ لاش کا سر کاٹ کر زیاد کے پاس گئے۔ اس نے حضرت مُعاویہؓ کے پاس دمشق بھیج دیا۔ وہاں ... کی بیوی کی گود میں ڈال دیا گیا۔①



ایسا ہی وحشیانہ سلوک مصر میں محم... کے گورنر تھے۔ حضرت مُعاویہؓ کا جب... اور پھر ان کی لاش ایک مردہ گدھے کی ک...

اس کے بعد تو یہ ایک مستقل طر... پر قتل کیا جائے ان کے مرنے کے بعد... حُسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر کربلا... لاش پر گھوڑے دوڑا کر اسے روندا گیا۔

حضرت نعمان بن بشیر، جو یزید کے زمانے تک بنی امیہ کے حامی رہے تھے، مَروان کے زمانے میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ساتھ دینے کی وجہ سے قتل کیے گئے

① طبقات ابن سعد، ج ٦، ص ٢٥۔ الاستیعاب، ج ٢، ص ٤٤٠۔ البدایہ، ج ٨ ص ٤٨۔ تہذیب التہذیب ج ٨، ص ٢٤۔

② الاستیعاب، ج ١، ص ٢٣٥۔ الطبری، ج ٤، ص ٧٩۔ ابن الاثیر، ج ٣، ص ١٨٠۔ ابن خلدون تکملہ جلد دوم، ص ١٨٢۔

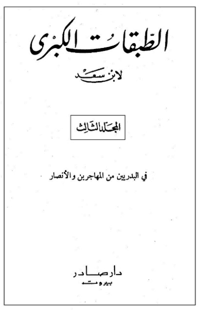
③ الطبری، ج ٤، ص ٣٤٩-٣٥٠-٣٥١-٣٥٦۔ ابن الاثیر، ج ٣، ص ٢٩٦ تا ٢٩٨۔ البدایہ ج ٨، ص ١٨٩-١٩٠-١٩١-١٩٢۔

محمد بن عمر واقدی کذاب راوی

قال : أخبرنا محمّد بن عمر ، حدّثني عبد الرحمن بن عبد العزيز عن عبد الرحمن بن محمّد بن عبد أن محمّد بن أبي بكر تَسَوّر على عثمان من دار عمرو بن حزم ومعه كنانة بن بِشْر بن عتّاب وسودان بن حُمران وعمرو ابن الحَمِق فوجدوا عثمان عند امرأته نائلة وهو يقرأ في المُصْحَف سورة البقرة ، فتَقَدّمهم محمّد بن أبي بكر فأخذ بلحية عثمان فقال : قد أخزاك الله يا نَعْثَلُ ، فقال عثمان : لستُ بنعثل ولكن عبدُ الله وأمير المؤمنين ، فقال محمد : ما أغنى عنك معاوية وفلان وفلان ، فقال عثمان : يا ابن أخي دع عنك لحيتي فما كان أبوك ليَقْبِضَ على ما قبضتَ عليه . فقال محمّد : ما أريد بك أشدّ من قبضي على لحيتك ، فقال عثمان : أستَنْصِرُ اللهَ عليك وأستعين به . ثمّ طعن جبينه بمِشْقَصٍ في يده ، ورفع كنانة بن بشر بن عتّاب مَشاقصَ كانت في يده فوجأ بها في أصل أُذُن عثمان فمضت حتى دخلت في حلقه ، ثمّ علاه بالسيف حتى قتله .

قال عبد الرحمن بن عبد العزيز : فسمعتُ ابن أبي عون يقول ضرب كنانة بن بشر جَبينه ومُقَدّم رأسه بعمود حديدٍ فخرّ لجنبه ، وضربه سودان بن حُمران المرادي بعدما خرّ لجنبه فقتله ، وأمّا عمرو بن الحَمِق فوثب على عثمان فجلس على صدره وبه رَمَقٌ فطعنه تسع طعنات ، وقال أمّا ثلاث منهنّ فإني طعنتهنّ لله ، وأمّا ستّ فإني طعنتُ إيّاهُنّ لما كان في صدري عليه .

قال : وأخبرنا محمّد بن عمر قال : حدّثني الزّبير بن عبد الله عن جدّته قالت : لمّا ضربه بالمشاقص قال عثمان : بس... الدمُ يسيلُ على اللحية يَقْطُرُ والمُصْحَفُ ... وهو يقول : سبحانَ الله العظيم ، وهو في... على المصحف حتّى وقف الدم عند قوله ... السّميعُ العَليمُ ، وأطبَقَ المصحفَ ، و... فضربوه والله ، بأبي هو يُحيي الليلَ في... الملهوف ويَحْمِلُ الكَلّ ، فرحمه الله .



خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 43

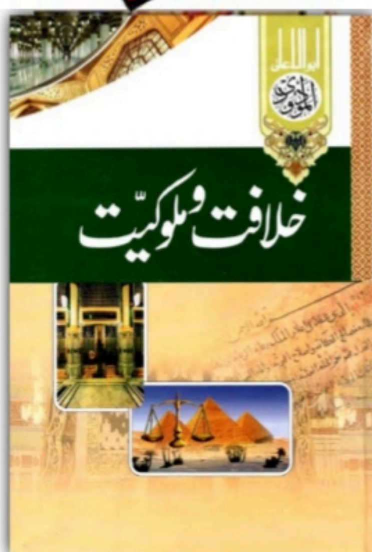
سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر بلا دلیل قبائلی عصبیت کا الزام

اسلام کے اصول اور اس کی روح کے مطابق قبائلی، نسلی اور وطنی عصبیتوں سے بالاتر ہو کر تمام لوگوں کے درمیان یکساں سلوک کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کی قبائلی عصبیتیں ایک طوفان کی طرح اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ مدعیانِ نبوت کے ظہور اور ارتداد کی تحریک میں یہی عامل سب سے زیادہ مؤثر تھا۔ مسیلمہ کے ایک پیرو کا قول تھا کہ ”مَیں جانتا ہوں کہ مسیلمہ جھوٹا ہے، مگر بنی ربیعہ کا جھوٹا مضر کے سچے سے اچھا ہے۔“① ایک دوسرے مدعی نبوت طلیحہ کی حمایت میں بنی غطفان کے ایک سردار نے کہا تھا کہ ”خدا کی قسم! اپنے حلیف قبیلوں کے ایک نبی کی پیروی کرنا قریش کے نبی کی پیروی سے مجھ کو زیادہ محبوب ہے۔“② خود مدینہ میں جب حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تو حضرت سعدؓ بن عبادہ نے قبائلی عصبیت ہی کی بنا پر ان کی خلافت تسلیم کرنے سے اجتناب کیا تھا۔ اسی طرح حضرت ابوسفیانؓ کو بھی عصبیت ہی کی بنا پر ان کی خلافت ناگوار ہوئی تھی اور انھوں نے حضرت علیؓ سے جا کر کہا تھا کہ ”قریش کے سب سے چھوٹے قبیلے کا آدمی کیسے خلیفہ بن گیا، تم اٹھنے کے لیے تیار ہو تو مَیں وادی کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں۔“ مگر حضرت علیؓ نے یہ جواب دے کر ان کا منہ بند کر دیا کہ ”تمھاری یہ بات اسلام اور اہل اسلام کی دشمنی پر دلالت کرتی ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ تم کوئی سوار اور پیادے لاؤ۔ مسلمان سب ایک دوسرے کے خیر خواہ اور آپس میں محبت کرنے والے ہوتے ہیں خواہ ان کے دیار اور اجسام ایک دوسرے سے کتنے ہی دور ہوں، البتہ منافقین ایک دوسرے کی کاٹ کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہم ابوبکرؓ کو اس منصب کا اہل سمجھتے ہیں۔ اگر وہ اہل نہ ہوتے تو ہم لوگ کبھی انھیں اس منصب پر مامور نہ ہونے دیتے۔“③

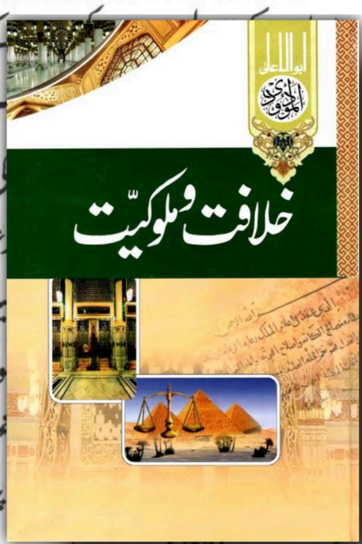
① الطبری، ج۲، ص ۵۰۸۔
② ایضاً، ج۲، ص ۴۸۷۔
③ کنز العمال ج۵، ص ۷۴ ۲۳۔ الطبری، ج۲، ص ۴۴۹۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج۲، ص ۶۸۹۔

نوٹ :
سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرنا کسی صحیح سند سے ثابت نہیں



خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 44

ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے لشکر پیش کرنے کی ضعیف روایت - مولانا مودودی نے جو حوالہ جات دیئے - کنز العمال میں اس کی سند موجود نہیں، تاریخ دمشق میں ابو غالب محمد بن ابی الحسن کی توثیق مطلوب ہے اور زیاد بن عبد الرحمن مجہول راوی ہے الاستیعاب میں مصنف عبد الرزاق کا حوالہ ہے اور مصنف عبد الرزاق اور تاریخ طبری میں عبد الملک بن سعید ابن حیان ابن ابجر راوی موجود ہے جس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا زمانہ ہی نہیں پایا



...کے مطابق قبائلی، نسلی اور وطنی عصبیتوں سے بالاتر ہو کر ... کیا گیا۔

...ی وفات کے بعد عرب کی قبائلی عصبیتیں ایک طوفان ...عیانِ نبوت کے ظہور اور ارتداد کی تحریک میں یہی ...یلمہ کے ایک پیرو کا قول تھا کہ "میں جانتا ہوں کہ ...وٹا مضر کے سچے سے اچھا ہے۔"① ایک دوسرے ...غطفان کے ایک سردار نے کہا تھا کہ "خدا کی قسم! ...پیروی کرنا قریش کے نبی کی پیروی سے مجھ کو زیادہ محبوب ہے۔"② خود مدینہ میں جب حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تو حضرت سعدؓ بن عبادہ نے قبائلی عصبیت ہی کی بنا پر ان کی خلافت تسلیم کرنے سے اجتناب کیا تھا۔ اسی طرح حضرت ابوسفیانؓ کو بھی عصبیت ہی کی بنا پر ان کی خلافت ناگوار ہوئی تھی اور انھوں نے حضرت علیؓ سے جا کر کہا تھا کہ "قریش کے سب سے چھوٹے قبیلے کا آدمی کیسے خلیفہ بن گیا، تم اٹھنے کے لیے تیار ہو تو مَیں وادی کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں۔" مگر حضرت علیؓ نے یہ جواب دے کر ان کا منہ بند کر دیا کہ "تمھاری یہ بات اسلام اور اہل اسلام کی دشمنی پر دلالت کرتی ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ تم کوئی سوار اور پیادے لاؤ۔ مسلمان سب ایک دوسرے کے خیر خواہ اور آپس میں محبّت کرنے والے ہوتے ہیں خواہ ان کے دیار اور اجسام ایک دوسرے سے کتنے ہی دور ہوں، البتہ منافقین ایک دوسرے کی کاٹ کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہم ابوبکرؓ کو اس منصب کا اہل سمجھتے ہیں۔ اگر وہ اہل نہ ہوتے تو ہم لوگ کبھی انھیں اس منصب پر مامور نہ ہونے دیتے۔"③

① الطبری، ج۲،ص ۵۰۸۔

② ایضاً، ج۲،ص ۴۸۷۔

③ کنز العمال ج۵، ح ۲۳۷۴۔ الطبری، ج۲، ص ۴۴۹۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج۲،ص ۶۸۹۔

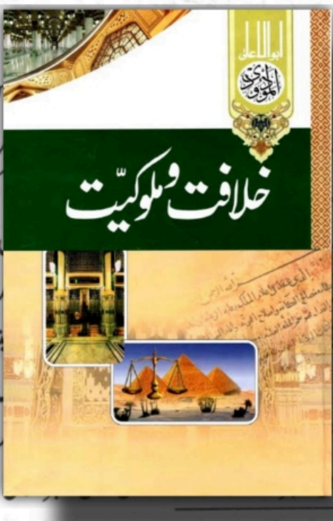
خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 45

مولانا مودودی نے اپنی کتاب تجدید و احیائے دین صفحہ 28 میں صرف سیدنا عمرؓ اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو کامل لیڈر کہا جبکہ سیدنا عثمانؓ خلیفہ راشد کو کامل لیڈر تسلیم نہیں کیا بلکہ خلافت و ملوکیت صفحہ 100 پر سیدنا عثمانؓ کو بیت المال سے بے جا نوازنے اور بنو امیہ یعنی اپنوں کو کثرت سے ناجائز طریقے سے بڑے عہدے دینے والا لکھا

تبصرہ: سب جھوٹ اور بکواس ہے سیدنا عثمانؓ پر جھوٹے الزامات ہیں ایسا کچھ صحیح سند سے ثابت نہیں

بات یہ بھی شامل تھی کہ منتخب خلیفہ اس امر کا پابند رہے کہ وہ اپنے قبیلے کے ساتھ کوئی امتیازی برتاؤ نہ کرے گا۔③ مگر بدقسمتی سے خلیفۂ ثالث حضرت عثمانؓ اس معاملے میں معیارِ مطلوب کو قائم نہ رکھ سکے۔ ان کے عہد میں بنی امیہ کو کثرت سے بڑے بڑے عہدے اور بیت المال سے عطیے دیے گئے اور دوسرے قبیلے اسے تلخی کے ساتھ محسوس کرنے لگے۔① ان کے نزدیک یہ صلہ رحمی کا تقاضا تھا، چنانچہ وہ کہتے تھے کہ ''عمرؓ خدا کی خاطر اپنے اقربا کو محروم کرتے تھے اور مَیں خدا کی خاطر اپنے اقربا کو دیتا ہوں۔''② ایک موقع پر انھوں نے فرمایا: ''ابوبکرؓ و عمرؓ بیت المال کے معاملے میں اس بات کو پسند کرتے تھے کہ خود بھی خستہ حال رہیں اور اپنے اقربا کو بھی اسی حالت میں رکھیں۔ مگر مَیں اس میں صلہ رحمی کرنا پسند کرتا ہوں۔''③ اس کا نتیجہ آخرکار وہی ہوا جس کا حضرت عمرؓ کو اندیشہ تھا۔ ان کے خلاف شورش برپا ہوئی اور صرف یہی نہیں کہ وہ خود شہید ہوئے، بلکہ قبائلیت کی دبی ہوئی چنگاریاں پھر سلگ اٹھیں جن کا شعلہ خلافت راشدہ کے نظام ہی کو پھونک کر رہا۔

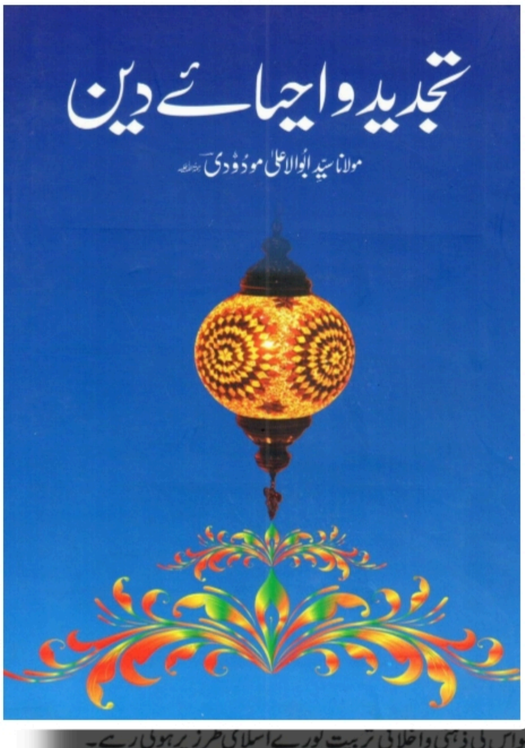
اِس خلافت کی ... میں تنقید اور اظہارِ رائے کی پوری آزادی ... تھے۔ وہ خود اپنے اہلِ شوریٰ کے درمیان ... کی کوئی سرکاری پارٹی نہ تھی، نہ ان کے خلاف ... ہر شریک مجلس اپنے ایمان وضمیر کے مطابق ... کے سامنے بے کم و کاست رکھ دیے جا... بنیاد پر ہوتے تھے نہ کہ کسی کے رعب واثر، ... بنیاد پر۔ پھر یہ خلفاء اپنی قوم کا سامنا صرف ... راہِ راست ہر روز پانچ مرتبہ نمازِ باجماعت ... عیدین اور حج کے



① طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۶۴، ج ۵، ص ۳۶۔

② الطبری، ج ۳، ص ۲۹۱۔

③ کنز العمال، ج ۵ ح ۲۳۲۴۔ طبقات ابن سعد جلد ۳، ص ۶۴۔



بھرتی ہو اس کی ذہنی واخلاقی تربیت پورے اسلامی طرز پر ہوتی رہے۔

خلافتِ راشدہ

خاتم النبیین سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سارا کام ۲۳ سال کی مدت میں پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا۔ آپ کے بعد ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما، دو ایسے کامل لیڈر اِسلام کو میسر آئے جنھوں نے اسی جامعیت کے ساتھ آپؐ کے کام کو جاری رکھا۔ پھر زمامِ قیادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہوئی اور ابتداءً چند سال تک وہ پورا نقشہ بدستور جمارہا جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا تھا۔

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 46

مولانا مودودی سیدنا معاویہؓ اور انکے دور حکومت متعلق لکھتے ہیں انہوں نے قیصر و کسری کا شاہی طرزِ زندگی اختیار کر لیا, محافظ رکھ لیے عام عوام کی ان تک رسائی نہ تھی, عوام آزادی سے ان سے نہیں مل سکتی تھی (باقی تفصیل نیچے اسکین میں پڑھیں (خلافت و ملوکیت صفہ 161)

پہلی بات محافظ رکھنا سادگی کے خلاف نہیں ہوتا آج کے دور میں بھی تمام بڑے علماء و رہنماؤں نے محافظ رکھے ہوئے ہیں باقی رہی بات سیدنا معاویہؓ قیصر و کسری والی شاہی زندگی گزارتے تھے یہ سب مولانا مودودی کا جھوٹ اور بکواس ہے سیدنا معاویہؓ بہت سادگی پسند تھے جو آپ کے احترام میں کھڑا ہونا چاہتا اسے بٹھا دیتے (ترمزی:2755) (مسند احمد:11893) لوگوں کی حاجات سننے کے لیے بندے مقرر تھے (ابوداؤد:2948)(ترمزی:1332) عام عوام میں نماز پڑھتے اور انکو خلاف سنت کاموں سے روکتے (صحیح مسلم:2042) عام عوام میں خطبہ دیتے اور غلط کاموں سے روکتے تھے(ابوداؤد:4167) عام عوام میں بیٹھ کر انکو دعائیں سکھایا کرتے تھے(مسند احمد:18319) لوگوں کو اپنے ساتھ بٹھایا کرتے تھے(مسند احمد:27781) موذن آپکو براہ راست نماز کی دعوت دینے آیا کرتے تھے(صحیح مسلم:852)

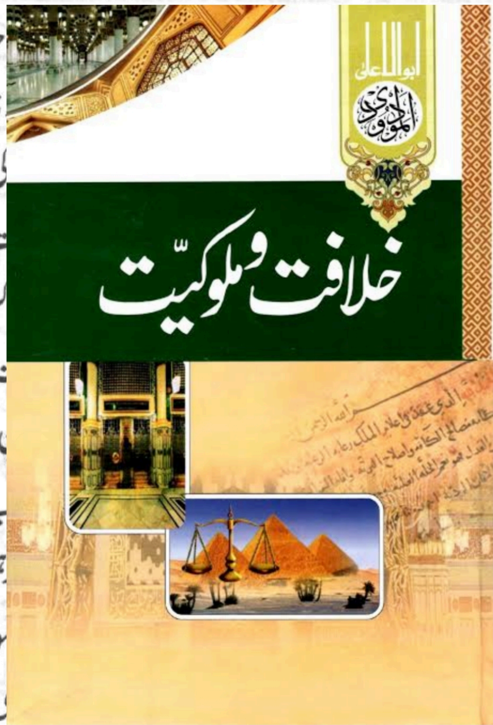
۲۔ خلفاء کے طرزِ زندگی میں تبدیلی

دوسری نمایاں تبدیلی یہ تھی کہ دورِ ملوکیت کے آغاز ہی سے بادشاہ قسم کے خلفاء نے قیصر و کسریٰ کا سا طرزِ زندگی اختیار کر لیا اور اس طریقے کو چھوڑ دیا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدین زندگی بسر کرتے تھے۔ انھوں نے شاہی محلات میں رہنا شروع کر دیا۔ شاہی حرس (bodyguard) ان کے محلوں کی حفاظت کرنے اور ان کے جلو میں چلنے لگے۔ حاجب و دربان ان کے اور عوام کے درمیان حائل ہو گئے۔ رعیت کا براہِ راست ان تک پہنچنا اور ان کا خود رعیت کے درمیان رہنا سہنا اور چلنا پھرنا بند ہو گیا۔ اپنی رعیت کے حالات معلوم کرنے کے لیے وہ اپنے ماتحت کار پردازوں کے محتاج ہو گئے جن کے ذریعے سے کبھی کسی حکومت کو بھی صحیح صورتِ احوال کا علم نہیں ہو سکا ہے۔ اور رعیت کے لیے بھی یہ ممکن نہ رہا کہ بلاتوسط ان تک اپنی حاجات اور شکایات لے کر جا سکیں۔ یہ طرزِ حکومت اس طرز کے بالکل برعکس تھا جس پر خلفائے راشدین حکومت کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ عوام کے درمیان رہے جہاں ہر شخص ان سے آزادی کے ساتھ مل سکتا تھا۔ وہ بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور ہر شخص ان کا دامن پکڑ سکتا تھا۔ وہ پانچوں وقت عوام کے ساتھ انھی کی صفوں میں نمازیں پڑھتے تھے اور جمعہ کے خطبوں میں ذکر اللہ اور تعلیم دین کے ساتھ ساتھ اپنی حکومت کی پالیسی سے بھی عوام کو آگاہ کرتے تھے اور اپنی ذات اور اپنی حکومت کے خلاف عوام کے ہر اعتراض کی جواب دہی بھی کرتے تھے۔ اس طریقے کو حضرت علیؓ نے کوفے میں اپنی جان کا خطرہ مول لے کر بھی آخر وقت تک نباہا۔ لیکن ملوکیت کا دور شروع ہوتے ہی اس نمونے کو چھوڑ کر روم و ایران کے بادشاہوں کا نمونہ اختیار کر لیا گیا۔ اس تبدیلی کی ابتدا حضرت مُعاویہؓ کے زمانے میں ہو چکی تھی۔ بعد میں یہ برابر بڑھتی ہی چلی گئی۔

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 47

مولانا مودودی لکھتے ہیں بعض افراد کہتے ہیں ہم صحابہ کرامؓ کے خلاف صحیح حدیث میں بھی آنے والی چیز کا رد کر دیں گے (خلافت و ملوکیت صفہ 305)

تبصرہ: ایسا کوئی بھی نہیں کہتا یہ اعتراض مولانا مودودی نے خود ہی گھڑ لیا اور خود ہی جواب دے دیا صحیح حدیث کا انکار کسی کو نہیں ہم جو صحابہ کرامؓ کے خلاف جھوٹی, ضعیف و بے سند روایات بیان کرے انکا رد کرتے ہیں



...جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انھیں معاف ...نا چاہیے۔ حضرت ماعز کی مغفرت میں ...ی جو دنیا میں کم ہی کسی نے کی ہو گی۔ ...ت کی تصریح فرمائی ہے۔ مگر کیا اب اس ...رنا ممنوع ہے؟ اس طرح کے واقعات ...برا ہے۔ لیکن جہاں فی الواقع ایسے ...واقعہ کی حد تک ان کا ذکر کرنے سے، ...بھی اجتناب کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ ...ہنی چاہیے کہ بات کو صرف بیانِ واقعہ ...وئی تنقیص نہ ہونے پائے۔ یہی احتیاط ...ہے۔ اگر اس سے کہیں تجاوز پایا جاتا ہوتو مجھے اس پر مطلع کیا جائے، مَیں ان شاء اللہ اس کی فوراً اصلاح کر دوں گا۔

بعض حضرات اس معاملے میں یہ نرالا قاعدۂ کلیہ پیش کرتے ہیں کہ ہم صحابۂ کرامؓ کے بارے میں صرف وہی روایات قبول کریں گے جو ان کی شان کے مطابق ہوں اور ہر اس بات کو رد کر دیں گے جس سے ان پر حرف آتا ہو، خواہ وہ کسی صحیح حدیث ہی میں وارد ہوئی ہو۔ لیکن مَیں نہیں جانتا کہ محدثین ومفسرین اور فقہاء میں سے کس نے یہ قاعدۂ کلیہ بیان کیا ہے اور کون سا محدث یا مفسر یا فقیہ ہے جس نے کبھی اس کی پیروی کی ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلاء اور تخییر کا واقعہ حدیث وفقہ اور تفسیر کی کتابوں میں بیان نہیں کیا گیا ہے؟ حالانکہ اس سے امہات المومنین پر یہ الزام آتا ہے کہ انھوں نے نفقہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کیا تھا۔ کیا واقعۂ افک میں بعض صحابہؓ کے ملوث ہونے اور ان پر حدِ قذف جاری ہونے کا قصہ اُن میں بیان نہیں کیا گیا ہے؟ حالانکہ اس قصور کی شناعت جیسی کچھ ہے وہ ظاہر ہے۔ کیا ماعز اسلمی اور غامدیہ کے

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 48

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

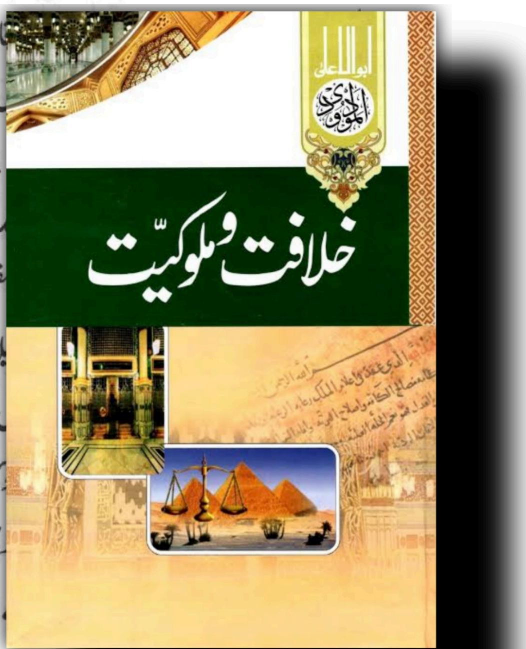
صحابہ کرامؓ کے متعلق اِن واقعات کو بیان کرنے سے اہل علم نے کبھی منع نہیں کیا

(خلافت و ملوکیت صفہ 305)

تبصرہ: بات ایسے واقعات کی نہیں ہو رہی جو صحیح سند سے ثابت ہیں بات ہم یہ کرتے ہیں جسطرح مولانا مودودی نے اپنی اسی خلافت و ملوکیت کتاب میں تاریخی جھوٹی و بے سند کوڑ کباڑ روایات کے ڈھیر لگائے ہوئے ہیں بات انکی ہو رہی ہے, اِنکو بیان کرنے اور صحابہ کرامؓ خلاف مقدمہ قائم کرنے کو کس اہل علم نے جائز قرار دیا ہے؟

اسی مثال سے اس بات کا جواب بھی مل جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انھیں معاف کر چکا ہے تو ان کے ان واقعات کو بیان نہ کرنا چاہیے۔ حضرت ماعز کی مغفرت میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے ایسی توبہ کی جو دنیا میں کم ہی کسی نے کی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی مغفرت کی تصریح فرمائی ہے۔ مگر کیا اب اس امر واقعہ کو کہ ان سے زنا کا صدور ہوا تھا، بیان کرنا ممنوع ہے؟ اس طرح کے واقعات کو محض مشغلے کے طور پر بیان کرنا تو یقیناً بہت بُرا ہے۔ لیکن جہاں فی الواقع ایسے واقعات کو بیان کرنے کی ضرورت ہو وہاں بیانِ واقعہ کی حد تک ان کا ذکر کرنے سے، پہلے بھی اہل علم نے اجتناب نہیں کیا ہے اور اب بھی اجتناب کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ البتہ ان واقعات کے بیان میں یہ احتیاط ملحوظ رہنی چاہیے کہ بات کو صرف بیانِ واقعہ تک محدود رکھا جائے اور کسی صحابی کی بحیثیت مجموعی تنقیص نہ ہونے پائے۔ یہی احتیاط مَیں نے اپنی امکانی حد تک پوری طرح ملحوظ رکھی ہے۔ اگر اس سے کہیں تجاوز پایا جاتا ہو تو مجھے اس پر مطلع کیا جائے، مَیں ان شاء اللہ اس کی فوراً اصلاح کر دوں گا۔

اعدہَ کلیہ پیش کرتے ہیں کہ ہم صحابہَ کرامؓ
ں گے جو ان کی شان کے مطابق ہوں اور
پر حرف آتا ہو، خواہ وہ کسی صحیح حدیث
ثین ومفسرین اور فقہاء میں سے کس نے
فسر یا فقیہ ہے جس نے کبھی اس کی پیروی
یلاء اور تخییر کا واقعہ حدیث وفقہ اور تفسیر کی
ں سے امہات المومنین پر یہ الزام آتا ہے
سلم کو تنگ کیا تھا۔ کیا واقعہ افک میں بعض
ی ہونے کا قصہ اُن میں بیان نہیں کیا گیا
وہ ظاہر ہے۔ کیا ماعز اسلمی اور غامدیہ کے



خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 49

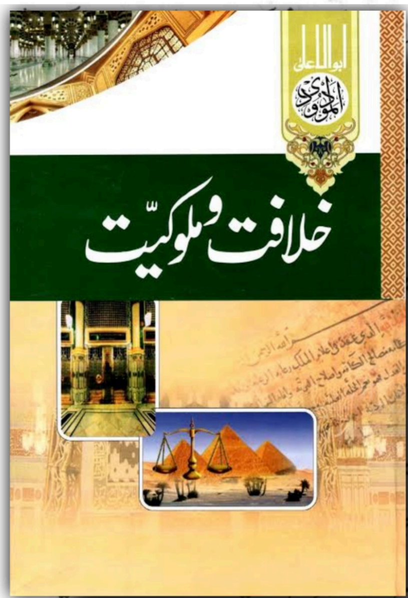
بَغَل میں چُھری مُنہ میں رام رام

مولانا مودودی لکھتے ہیں صحابہ کرامؓ متعلق واقعات بیان کرتے یہ احتیاط کرنی چاہیے کہ انکی تنقیص نہ ہو اور میں نے اسی پر عمل کیا ہے

تبصرہ: یہ مولانا مودودی کا دعوی صرف ایک فراڈ ہے ورنہ اسی بندے نے صحابہ کرامؓ جیسے سیدنا معاویہؓ و سیدنا عثمانؓ و دیگر صحابہ متعلق تاریخ کے کوڑ کباڑ سے سینکڑوں جھوٹی, ضعیف و بے سند باتیں نقل کیں اور گھٹیا اور گھناونے الزامات لگائے اور یہاں یہ کہ رہے ہیں صحابہ متعلق احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا نہیں چاہیے, پتہ نہیں کس منہ سے اور کیا سوچ کر یہ دعوی کر دیا مولانا صاحب نے اتنی غیرت ہوتی تو اس کتاب میں صحابہ متعلق کبھی جھوٹی تاریخی روایات درج نہ کی جاتی جن سے انکی تنقیص کا پہلو نکلتا تھا

اسی مثال سے اس بات کا جواب بھی مل جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انھیں معاف کر چکا ہے تو ان کے ان واقعات کو بیان نہ کرنا چاہیے۔ حضرت ماعز کی مغفرت میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے ایسی توبہ کی جو دنیا میں کم ہی کسی نے کی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی مغفرت کی تصریح فرمائی ہے۔ مگر کیا اب اس امر واقعہ کو کہ ان سے زنا کا صدور ہوا تھا، بیان کرنا ممنوع ہے؟ اس طرح کے واقعات کو محض مشغلے کے طور پر بیان کرنا تو یقیناً بہت بُرا ہے۔ لیکن جہاں فی الواقع ایسے واقعات کو بیان کرنے کی ضرورت ہو وہاں بیانِ واقعہ کی حد تک ان کا ذکر کرنے سے، پہلے بھی اہل علم نے اجتناب نہیں کیا ہے اور اب بھی اجتناب کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

البتہ ان واقعات کے بیان میں یہ احتیاط ملحوظ رہنی چاہیے کہ بات کو صرف بیانِ واقعہ تک محدود رکھا جائے اور کسی صحابی کی بحیثیت مجموعی تنقیص نہ ہونے پائے۔ یہی احتیاط مَیں نے اپنی امکانی حد تک پوری طرح ملحوظ رکھی ہے۔ اگر اس سے کہیں تجاوز پایا جاتا ہو تو مجھے اس پر مطلع کیا جائے، مَیں ان شاء اللہ اس کی فوراً اصلاح کر دوں گا۔

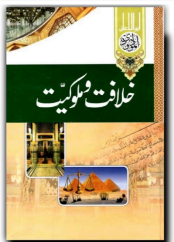


بعض حضرات اس معاملے میں یہ نزا...
کے بارے میں صرف وہی روایات قبول کر...
ہر اس بات کو رد کر دیں گے جس سے ا...
ہی میں وارد ہوئی ہو۔ لیکن مَیں نہیں جانتا ک...
یہ قاعدۂ کلیہ بیان کیا ہے اور کون سا محدث...
کی ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے...
کتابوں میں بیان نہیں کیا گیا ہے؟ حالانکہ...
کہ انھوں نے نفقہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ...
صحابہؓ کے ملوث ہونے اور ان پر حد قذف...
ہے؟ حالانکہ اس قصور کی شناعت جیسی کچھ...

Last

خلافت و ملوکیت پوسٹ نمبر 50

نیچے مولانا مودودی کی تحریر پڑھ لیں مولانا مودودی کہتے ہیں اگر اصول حدیث تاریخی روایات پر لگائے گئے تو ہماری تاریخ کا 90٪ حصہ ضائع ہو جائے گا, یعنی مولانا مودودی تاریخی روایات میں سندوں کے قائل نہیں ہیں اور یہی اس کتاب کی حقیقت ہے کہ اس کتاب میں 99.99٪ روایات تاریخ کی جھوٹی و بے سند روایات درج ہیں جس میں بڑا حصہ ابو مخنف, واقدی اور سیف بن عمر جیسے کذاب راویوں پر مشتمل ہے اب جو شخص صحیح سند کے ساتھ دین لینا چاہتا ہو اس کا اِس کتاب سے کوئی واسطہ نہیں ہو گا اور جو جھوٹے قصے کہانیوں پر یقین کرنا چاہے گا وہ اس کتاب کو سر پر اٹھائے پھرے گا, باقی یاد رکھیں حدیث ہو یا تاریخ دونوں میں صحیح سند کو معیار بنائیں آپ کبھی گمراہ نہیں ہوں گے ان شاء اللہ



ایسا جھوٹا مواد اپنی کتابوں میں جمع کر دیا؟

حدیث اور تاریخ کا فرق

بعض حضرات تاریخی روایات کو جانچنے کے لیے اسماء الرجال کی کتابیں کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں فلاں راویوں کو ائمہ رجال نے مجروح قرار دیا ہے، اور فلاں راوی جس وقت کا واقعہ بیان کرتا ہے اس وقت تو وہ بچہ تھا یا پیدا ہی نہیں ہوا تھا، اور فلاں راوی ایک روایت جس کے حوالے سے بیان کرتا ہے اس سے تو وہ ملا ہی نہیں۔ اسی طرح وہ تاریخی روایات پر تنقید حدیث کے اصول استعمال کرتے ہیں اور اس بنا پر ان کو رد کر دیتے ہیں کہ فلاں واقعہ سند کے بغیر نقل کیا گیا ہے، اور فلاں روایت کی سند میں انقطاع ہے۔ یہ باتیں کرتے وقت یہ لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ محدثین نے روایات کی جانچ پڑتال کے یہ طریقے دراصل احکامی احادیث کے لیے اختیار کیے ہیں، کیونکہ ان پر حرام وحلال، فرض و واجب اور مکروہ و مستحب جیسے اہم شرعی امور کا فیصلہ ہوتا ہے اور یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ دین میں کیا چیز سنّت ہے اور کیا چیز سنّت نہیں ہے۔ یہ شرائط اگر تاریخی واقعات کے معاملے میں لگائی جائیں، تو اسلامی تاریخ کے ادوارِ مابعد کا تو سوال ہی کیا ہے، قرنِ اوّل کی تاریخ کا بھی کم از کم ۹/۱۰ حصہ غیر معتبر قرار پا جائے گا، اور ہمارے مخالفین انھی شرائط کو سامنے رکھ کر ان تمام کارناموں کو ساقط الاعتبار قرار دے دیں گے جن پر ہم فخر کرتے ہیں، کیونکہ اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کی تنقید کے معیار پر ان کا بیشتر حصہ پورا نہیں اُترتا۔ حد یہ ہے کہ سیرتِ پاک بھی مکمل طور پر اس شرط کے ساتھ مرتب نہیں کی جا سکتی کہ ہر روایت ثقات سے متصل سند کے ساتھ بیان کی ہو۔

خاص طور پر واقدی اور سیف بن عمر اور ان جیسے دوسرے راویوں کے متعلق ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال نقل کر کے بڑے زور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حدیث ہی نہیں، تاریخ میں بھی ان لوگوں کا کوئی بیان قابلِ قبول نہیں ہے۔ لیکن جن علماء کی